

وَاللَّهُ أَفْضَلُ مِنْكَ مَعَ الْبَشَرِ الْعَالَمِ

حُبِّ نَبِيِّ



محمد عبد الوہاب عذریہ

مطبع اعظمیہ دارالعلوم دیوبند

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

حُبِ نَبِی

تَحْمِلُكُمْ وَتُصَلِّيَ عَلَيَّ رَسُولُ اللَّهِ فَقَالَ اللَّهُ جَلَّ وَعَلَا وَمَنْ يُطِيعِ اللَّهَ وَرَسُولِي فَأُولَئِكَ مَعَ الَّذِينَ أَنْعَمَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ مِنَ النَّبِيِّينَ وَالْقِدِّيقِينَ وَالْقُصْدَ آءِ وَالْعَالِيَيْنَ وَمَنْ أُولَئِكَ رِيعًا۔ جو شخص اللہ سہماں اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی محبت رکھتا اور ان کی اطاعت کرتا ہے وہ آخرت میں ان لوگوں کے ساتھ ہوگا جن پر اللہ سہماں انعام کیا۔ وہ لوگ انبیاء (علیہم السلام) و صالحین و اہل شہداء و صالحین میں ان کی رفاقت اچھی رفاقت ہے۔

اطاعت اور محبت حضرت! اطاعت کا ترجمہ ”محبت“ ہم نے جو کیا ہے اس آپ کو محبت ہوگا لیکن اگر آپ نظر قنوت سے ملاحظہ فرمائیں تو کوئی تعجب کی بات نہیں ہے۔ محبت کا لازمہ اطاعت و اتباع ہے اور اس کا قیومیت ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے امتداد فرمایا ہے مَا مَعَ مَنْ أَحَبَّكَ

آدمی اسی شخص کو ساتھ ہوگا جسکو وہ محبوب جانتا ہے۔ اسی طرح اس آیت کو میں ارشاد ہوا ہے کہ جو شخص اللہ اور اس کے رسول کو محبوب جانتا ہے تو اس کا حشر بھی انبیاء علیہم السلام اور صدیقین۔ شہداء و صالحین کے ساتھ ہوگا۔ انبیاء میں اس کا محبوب بھی ہے۔ (آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اور اس کے محبوب کے محبوب محبوبین یعنی انبیاء۔ صدیقین۔ شہداء و صالحین تو آیت کریمہ میں جس معیت کا ذکر ہے وہ دراصل نتیجہ محبت ہے اور محبت کا لازمہ طاعت و اتباع۔ اس کا دوسرا شاہد اس آیت کریمہ میں ہے۔ **قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُونِي**۔ اے نبی کریم! آپ ان لوگوں سے فرما دیجئے کہ اگر تم اللہ کو محبوب جانتے ہو تو میری طاعت و اتباع کرو۔ پس ظاہر ہے کہ بغیر اس کے دعوے محبت فضول ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت لازم ہے قرآن کریم اور احادیث شریفہ کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ حق تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت کو مسلمانوں پر لازم کر دیا ہے۔ لیکن محبت ایسی ہو کہ اس کے مقابلہ میں کسی اور چیز کی محبت دل پر غالب نہ ہو۔ بغیر اس کے ایمان کامل نہیں ہوتا۔ اللہ سبحانہ کا ارشاد ہے **قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُوا يُسْرًا وَأَتَّقُوا اللَّهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ**۔ اے نبی کریم! آپ فرما دیجئے کہ اگر تمہارے اس باپ یا بیٹا بیٹی۔ بھائی بند۔ بی بی یاں ترا تبار اور دوست احباب اور تمہارا مال متعلقہ اور تجارت جگہ بگڑ جائے گا نہیں اللہ فیض ہے اور سکانات جو تمہیں پسند ہیں یہ سب اللہ اور اس کے

رسول اور اسکی راہ میں جہاد کرنے سے زیادہ تر محبوب ہیں تو اللہ سبحانہ کے حکم کا انتظار کرو۔ اللہ فریق کرنے والی قوم کو راہ راست نہیں دکھاتا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت اس آیت کریمہ میں اللہ پاک نے حکم فرمایا ہے کہ اللہ بہ محبتوں سے زیادہ بہی پیارا ہے اور اس کے رسول اور اللہ کی راہ میں جہاد کرنا

سب سے زیادہ محبوب ہونا چاہیے ان کے مقابلہ میں نہ ماں باپ کی محبت کی پروا ہو نہ اہلاد و برادری کی اور نہ کسی اور کی۔ یہ تو بان کی دوستی تھی اسطرح دھال و متاع کی دوستی ہو اور نہ تجارت وغیرہ معاملات کی نیز مکانات وغیرہ کی بھی اتنی محبت نہ ہو۔ جو لوگ اس کے خلاف عقیدہ رکھتے ہیں انکو اعلان دیا گیا ہے کہ خلاف کرنے والے یا تو اسی دنیا میں کسی بلا میں مبتلا ہو جائے یا آخرت میں اُن سے باز پرس ہوگی اس کے ساتھ اللہ پاک نے خلاف کرنے والے لوگوں کو فاسقین کے لقب سے یاد فرمایا ہے اور آئندہ اُن کو راہ راست نہ دکھانے کی وعید شدید سنائی ہے۔ یعنی جو لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے تمام قرابتداروں اور مال و متاع سے زیادہ محبت نہیں کرتے وہ راحۃ سے ہٹے ہوئے ہیں اور اللہ سبحانہ بھی انکو راہ راست نہیں دکھاتا ہے۔

کمال یان کیلئے نبی شرط ہے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت سرورِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا لَا يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ حَتَّىٰ يُحِبَّ مُحَمَّدًا مِّنْ حَتَّىٰ يُحِبَّ إِلَيْهِمْ وَاللَّيْلُ وَالنَّهَارُ وَالنَّاسُ وَالنَّاسُ الْحَبِيبِينَ۔ تم میں سے کوئی شخص یوں کمال نہیں ہو سکتا اسوقت تک کہ میری محبت اسکے دل میں اپنے بچوں اور ماں باپ اور تمام لوگوں سے زیادہ نہ ہو۔

مستہد اکرم ایک حدیث اس بیان کے سننے سے آپ گلبر میں نہیں کھاسوا اور اس

ایسوں کے ساتھ ایسی محبت پیدا کرنا بہت مشکل ہے۔ مشکل نہیں ہے۔ آسان ہے۔
 بشرطیکہ ایک طریقہ اختیار کیا جائے۔ فرض کیجئے کہ آپ کو اپنے بچے زیادہ محبت
 ہے یا اور کسی رشتہ دار سے۔ لیکن یہ محبت آپ کے اختیار سے نہیں ہے طبیعت
 اسکی مقضیٰ ہے۔ اور یہ لہذا منسلک طبیعت آپ ان رشتہ داروں کو سب سے
 زیادہ چاہتے ہیں۔ چونکہ حالت ابتدائی ہے۔ اس لئے اس میں آپ کو کوئی نام
 نہیں لیکن آپ کو کوشش کرنی چاہیے کہ اللہ اور اس کے رسول سے تمہارا زیادہ
 محبت کیا کریں۔ اگرچہ ابتداء آپ کی محبت خدا و رسول کے ساتھ تکلف
 سے ہوگی۔ مگر جب ایک عرصہ گزر جائیگا تو یہ امر آپ کی طبیعت و فطرت میں
 داخل ہو جائیگا۔ اب خود آپ کی طبیعت مجبور ہوگی کہ اللہ اور اس کے رسول
 کو سب سے زیادہ چاہا کریں۔ اور انکی محبت کو سب چیزوں کی محبت سے
 زیادہ دل میں جگہ دیا کریں۔

مست کے انساں کیا آپ کو معلوم نہیں ہے کہ محبت کی دو قسمیں ہیں۔ ایک لمبی
 دوسری اختیار ہے۔ حدیث شریف اور قرآن کریم میں جس مت کا ذکر ہے وہ محبت
 اختیاری ہے۔ یعنی انسان اپنی خواہش اور ارادہ سے جن چیزوں سے محبت
 و انس پیدا کرتا ہے ان میں اللہ اور اس کے رسول کی محبت سب سے بڑھ کر
 ہونی چاہیے۔ یہی محبت لمبی جس میں انسان کے تصرف و اختیار کو دخل
 نہیں۔ مثلاً فطرۃ کسی سے محبت ہے اور ایسی محبت ہے کہ وہ شخص سب سے
 زیادہ محبوب بھی ہے تو اس کا مواخذہ نہیں ہے کیونکہ یہ ایک فطری اور لمبی
 امر ہے جس میں انسان مجبور ہے اور یہ بات انسانی طاقت سے باہر
 اللہ پاک کا ارشاد ہے۔ لَا يَتَكَلَّفُ اللَّهُ كُفْسًا إِلَّا وَشَعَقًا۔ اللہ کسی شخص
 کو اس کی طاقت سے بڑھ کر کسی چیز کی تکلیف نہیں دیتا۔ ابراہیم سلمان چاہیے کہ

اپنی خواہش اور عقل کے رجحان سے جس چیز کو محبوب سمجھ رہا ہے اس میں سے زیادہ اشد اور اس کے رسول کو محبوب جانے۔ اگرچہ یہ امر اس کی طبیعت اور خواہش کے خلاف ہو۔

محنت امتیازی کی ایک مثال اس کی مثال میں سمجھ لیجئے کہ ایک شخص بیمار ہے جس نے اس کے لئے ایک دوا تجویز کی ہے جو مدورہ تلخ ہے ہر چند کہ اس کا استعمال کرنا نفس کو گوارا نہیں لیکن جب یہ معلوم ہو چکا ہے کہ محکم حادث نے نسخہ تجویز کیا ہے تو طبیعت طوعاً و کرہاً اس دوا کی طرف رغبت کرتی ہے۔ متعدد ہی پانچا خیل جہل میں بسا ہوا ہے وہ خود بخود انسان کو ایسی تلخ سے تلخ دوائی سننے پینے پر مجبور کر دیتا ہے اور وہ بیمار اس کو طلب کر کے بلکا اس کے لئے اپنے جیب سے دام خرچ کر کے استعمال کرتا ہے اگر آپ خود فراموش ہو اسی مثال سے یہ نتیجہ بھی نکل سکتا ہے کہ انسان نفس کی بیماریوں اور روحانی امراض میں مبتلا ہے۔ شفا حاصل کر نیکی اس کو سخت ضرورت ہے۔ طبیعتی نے اس کا ایک نسخہ بنا دیا ہے۔ اگرچہ اس پر عمل کرنا دشوار ہے اور قدرے تکلیف دہ معلوم ہو رہا ہے۔ لیکن جب شفا یا فی پیش نظر ہے اور بیماری کے ہلکے فتناہ تلخ نیکالیتین ہے تو دوا کی تلخی اس کے لئے سنگ راہ نہیں ہو سکتی۔ اسی نظیر پر سمجھ لیجئے کہ طبعی طور پر اگرچہ اس کو اولاد محبوب ہے بی بی سے محبت ہے۔ جن پیاری ہے۔ مائل و متاع سے الفت ہے مگر اس سے انس ہے۔ لیکن اسکو یہ بھی معلوم ہے کہ یہ کوئی چیز ساتھ آنیوالی نہیں ہے۔ اور کسی کی محبت آخرت میں کام نہ آئیگی تو اس کی طبیعت اس سے تمام چیزوں سے خورج پھینکیگی۔ اور اس کی طبیعت کا جمالہ آہٹا ہے گاہر طبیعت روحانی کا ارشاد ہے کہ اشد اور اس کے رسول کو سب سے زیادہ محبوب جانو

ایسا طمنا کرنا ان تمام نبیوں کی محبت پر اللہ اور ایکہ رسول کی محبت سے
آنتیج دینگا۔

محبت کی آخری منزل ایہ محبت کی پہلی منزل ہے اور اسکا کمال اور آخری درجہ
یہ ہے کہ انسان کی خواہش اور اسکا ارادہ بھی طبعاً آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کے ارشاد کے تابع ہو جائے۔ چنانچہ ارشاد ہے لَا تَقُولُوا آمَنَّا بِاللَّهِ وَلَمْ يَخْلُقْ
لَكُمْ دِينًا هُوَ دِينُ اللَّهِ تَنَعَّأْ لِمَا جِئْتُمْ بِهِ۔ تم میں سے کسی کا ایمان اس وقت
تک کامل نہیں ہو سکتا جب تک کہ اسکی خواہش میرے لئے ہو ہے اور تمام
نہایت کی تابع نہ ہو جائے۔

محبت کی علامتیں [نکاحی شریف اور سلم شریف میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ
تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔
كُلُّتُ مِنْ كُسْفِيٍّ وَجَدَ حَلَاوَةً أَرَبَابًا۔ اَنْ يَكْلُوْنَ اللّٰهُ تَعَالٰى
وَمِنْ مَوَلَدٍ اَحَبَّ اِلَيْهِ مِمَّا سِوَاهُمَا۔ وَاَنْ يُّحِبَّ الْمَاءَ لَا يُحِبُّهُ
اِلَّا اللّٰهُ تَعَالٰى۔ وَاَنْ يَكْلُوْهُ اَنْ يَقُوْدَ فِي الْكُفْرِ كَمَا يَكْلُوْهُ اَنْ
يَقُوْدَ فِي النَّارِ۔ تین چیزیں ہیں۔ یہ جس شخص میں ہوگی وہ ایمان کی
شیرینی پائیگا۔ اول یہ کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو
ان کے ماسوا سے زیادہ چاہے۔ دوسرے یہ کہ اگر کسی سے عدتی رکھے اللہ تعالیٰ
کے لئے رکھے۔ اس کے سوا کسی اور غرض کے لئے نہیں۔ تیسرے یہ کہ اگر کین لے جائے
جس طرح کر وہ جانتے اسی طرح کفر میں لوٹے کہ وہ کر وہ جانتے کین کو یہ امر
مسلم ہے کہ اللہ سبحانہ نعم حقیقی ہے رزق کی نعم اور اخلاق کی تعلیم اسی کا کام
ہے آدھ میں کو رزق دینا یا اخلاق سکھانا چاہیے کوئی اسکو رک نہیں سکتا اور وہ
جس کو اس سے روکنا چاہے کوئی اسکو دے نہیں سکتا۔ لیکن یہ ضرور ہے کہ

حضرت فاروق کی محبت | بخاری شریف میں حضرت سیدنا عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ نے حضرت سعد و دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عرض کی لَا تَنْتَ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ إِلَّا مِمَّنْ تَعْلَى الْإِثْمَانِ اَلَّتِي بَيْنَنَا وَجَنَّةٍ - یقیناً آپ مجھے ہر چیز سے زیادہ تر محبوب ہیں مگر اپنے نفس سے جو میرے پہلو میں ہے۔ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ لَنْ يَفُوتَكَ أَحَدٌ كَمْ تَحْتَوِي الْأَكْبَادُ إِنَّكَ مِنْ نَفْسِهِ - ہرگز کوئی شخص تم پر جان کا دل اس وقت تک نہیں ہو سکتا کہ مجھے اپنی جان سے بھی زیادہ محبوب نہ بنائے۔ اس پر حضرت عمار فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی وَاللّٰهِ أَفْتُلَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ لَا تَأْتِي أَحَدٌ إِلَيَّ مِنْ أُمَّمِينَ إِلَّا يَقِينُ جَنَّوًا) اُس ذات کی قسم جس نے آپ پر کتاب (قرآن مجید) نازل فرمائی یقیناً آپ مجھے اپنی اس جان کے بھی زیادہ محبوب ہیں جو میرے پہلو میں ہے۔ تو اس وقت ارشاد نبوی ہوا۔ رَوْحِي قَدْ هُوَ - آؤا تِلْكَ يَا مُبَشِّرُ - سے عمرؓ ایسا تھا اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ

یہ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کو ظاہر ہے تو یہ کیا فائدہ دیتا ہے؟

حضرت پہل بن عبد اللہ شریک الیہ | حضرت پہل بن عبد اللہ شریک الیہ

کہ فیجھن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولایت اور حکومت کو تمام اہل میں
اپنے نفس پر تسلیم نہیں کرتا۔ اور مانتا نہیں اور اپنی جان کو آپ کی ملکیت
نہا نہیں کرتا۔ اس وقت تک وہ سنت رسول کی خیر نی پاتا ہی نہیں یعنی آپ
نہ ہر ایک سیرت سے مستفید نہیں ہو سکتا۔ اس کی تائید حق سبحانہ تعالیٰ کے ارشاد
سے بھی ہوتی ہے۔ **فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتَّىٰ يُحَكِّمُوكَ فِيمَا شَجَسَ
بَيْنَهُمْ كَذَلَا يُجِدُوا قَىٰ اَتْمِمْ حَرْصَ خِائِمَاتِكُنَّ وَبُحْبُكُنَّ اَتَسْلِمُ اَنتَ
اِسْمَ بَنِي كِرِمٍ** ! آپ کے پدر و گھر کی قسم ہے کہ لوگ اپنا دار نہ ہونگے اس وقت تک
کہ آپ میں جو ملامت اور بھگڑے ہوئے ہیں ان میں آپکو حکم اور فیصلہ
نہ بنائیں۔ پھر آپ نے جو تصفیہ فرمایا اس کو ٹھنڈے دل سے مل لیں اور
اپنے دل میں اس فیصلہ سے کسی قسم کی غلی نہ پائیں۔

بیان مابقی سے آپکو معلوم ہو چکا ہو گا کہ آنحضرت سرور دو عالم حبیب
رب العالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت کس درجہ بھنی چاہیے اور کمال
ایمان سمیلنے اس کی کیسی ضرورت ہے۔

سورق ملامت بھی مجھے کی ملامت ہے محبت کی ایک ملامت حقوق و ملاقات بھی ہے کہ
انسان ہر دم اپنے محبوب سے ملنے کا متمنی اور آرزو مند رہتا ہے اور اس کی
جدائی سے دردناک۔

ہم بعض مبین بارگاہ نبوت کے احوال سناتے ہیں جس سے معلوم
ہو گا کہ سلف کمالین کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت اپنے بھائی بندوں کا
مناہپ اور اپنی جانوں کے مقابلہ میں کس قدر جتنی لہو داس کے بعد آپ اپنی
حالت کا بھی اندازہ کیجئے۔

آنحضرت سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت خدا کے شوق ملاقات کے

حضورِ نواب شہادتِ ملاقات | حضرت نوابانِ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو آنحضرت کے آزاد کردہ غلام تھے۔ ایک وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نورِ مبارک سے مستفید ہونے کے لیے تیار ہوئے۔ جب شرفِ ملاقات نصیب ہوا تو عرض کی یا رسول اللہ! تھوڑی دیر کی بھائی مجھ پر شایق گزر رہی ہے تو آفت میں میرا کیا حال ہوگا۔ جبکہ آپ رفیقِ اعلیٰ سے بیٹھے اور آپ کو تمام عہودِ غایت ہوگا اور ہم غلامانِ بارگاہِ نبوت اپنے اسماں کے لحاظ سے اپنی جگہ رہیں گے۔ تو ارشاد ہوا آدمی اپنے محبوب کیساتھ ہوگا۔

ایک انصاری خاتون کا بھرت | یہی تھی نے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت فرمائی ہے کہ غزوہ اُحُد میں ایک انصاری عورت کے باپ اور بھائی اور شوہر نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تائید میں جامِ شہادت نوش کئے اور یہ بات شہرِ مکہ کی مسلمانوں کو شکست پہنچی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی شہید ہوئے۔ مشرکین اور منافقین اس خبر سے غور و خوض تھے لیکن مسلمانوں کو اس سے بے حد تشویش تھی۔ اُس انصاری بی بی کو جب اس کے شوہر اور باپ اور بھائی کے قتل کی معتبر خبر پہنچی تو اس بی بی نے دریافت کیا مَا قَعَلَ دَسْعِلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمُوْا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کیا حال ہے۔ لوگوں نے کہا بھلا اللہ تم پر کیا جانتی ہو غور و خوض نہ کیا ہے۔ ان بی بی کو حضرت کی خیریت کا تو اطمینان ہو گیا مگر دل جو شوق و دیدار سے لبریز تھا

اسکو تہی نہوی کہنے لگیں اے سائےِ حق اے طہر الہیہ۔ مجھے بخشو کہ ادا ہو کر
انہی آنکھوں سے آپ کو دیکھ لوں چنانچہ جب اُس بی بی نے آنحضرت صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا تو کہا۔ کُلُّ مُصِیْبَةٍ بَعْدَکَ سَاحِلًا آپ کے ہوتے
تمام مصیبتیں آسان ہیں۔

یہ واقعات شوقِ اس عالم میں رونق افروز ہونے کے وقت کے ہیں۔ اس
عالم میں بطور فراموشی کے بعد کے احوال بھی سُسن لیجئے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے ملاقات عبداللہ بن مسعود فرماتے ہیں کہ حضرت خالد بن ولید اپنے والدہ بزرگوار حضرت سیدہ فاطمہؓ کا حال
بیان فرماتی ہیں کہ حضرت خالد جب بچپن میں پر آتے تو سرتے وقت بستر تک
آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کے اصحاب کبار مہاجرین و انصار کے ہم
لے لے کر اظہارِ شوق کرتے اور انہی ملاقات و دیدار کی آرزو نہ کرتے اس وقت
تک آرام نہ فرماتے۔ بستر پر لیٹنے کے بعد بار بار فرماتے هَذَا أَهْلِي وَفَضْلِي
وَالَيْهِ فَرَّقَ قَلْبِي طَالَتْ شَوْقِي إِلَيْهِمْ فَجَعَلَ رَبِّي قَبْضِي إِلَيْكَ
اصول بن چھوڑ دی ہیں۔ اور زورِ بہتدین پوچھو تو وہی ہیں۔ یہ اول
انہیں کی طرف مائل ہے اور ان کی طرف میں شوق بڑھ گیا ہے۔ پروردگار!
جلدی سے میری روح قبض کر کے اپنی رحمتِ معیونہ بادلے (اور مجھے
اپنے احباب سے ملا دے) ان کلمات کو زبان سے دوہراتے دوہراتے
آپ سوجاتے تھے۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ و عنہم اجمعین و صلی اللہ علیہ وسلم اللہ
علی آلہ۔

ایک ضعیف کی محبت | زید بن اسلم ایک بلیل القدر فقیہ اور تابعی ہیں حضرت عیسیٰ بن عقیل
رضی اللہ عنہ کا ایک واقعہ بیان فرماتے ہیں کہ آپ زمانہ خلافت میں اپنی
عادت کے مطابق رات کو گھر سے نکلے اور شہر میں حفاظت کے لئے پھرنے لگے

نوا یک مکان میں پائے گئے۔ اور سن پایا۔ وہاں ایک نصیب العمری بی چہ نہ جلاتی ہوئی
 گیت گارہی تھیں علی و محمد علیہ السلام۔ صلی علیہ وسلم۔ صلی علیہ وسلم۔
 الاختیار۔ قل کذبت قوا ما بینا یا لا یتحاب۔ یا کیت شیعرہ و لکنایا
 اظہار۔ صلی علیہ وسلم۔ صلی علیہ وسلم۔ صلی علیہ وسلم۔ صلی علیہ وسلم۔
 ایک لوگ اکھیرت سے درود و سلام ہو۔ آپ پر پاک اور اچھے لوگ
 درود و سلام پڑھیں۔ (یا رسول اللہ!) آپ نور انور کو عبادت کے لئے
 کھڑے رہنے والے اور سر کو دعائیں گریہ و زاری فرمانے والے تھے۔ موت
 کا تو عجب حال ہے۔ کاش مجھے معلوم ہوتا کہ دار جنت میں ہیں اپنے حبیب
 کے ساتھ رہو گے۔

جب یہ آواز حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کانوں تک
 پہنچی تو آپ بیٹھ گئے۔ خود بھی ہجر رسول اور آپ کے اشتیاق و رزاق میں
 رونے لگے۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہما

حضرت اس عمر بنی حبیب حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے پاؤں میں
 کچھ خلل آگیا تھا جس کی وجہ سے آپ اس کو ہلا نہیں سکتے تھے۔ علاج کیا مگر
 فائدہ نہ ہوا۔ آپ سے کسی نے کہا کہ آپ کو سب لوگوں میں جو زیادہ عزیز ہو
 اور جس سے آپ کو بہت محبت ہو ان کو یاد کیجئے۔ اپنے محبوب کی یاد اور
 اس کا نام لینے سے جو خوشی ہوگی اس کی وجہ سے پاؤں کا عارضہ جاتا رہیگا۔
 یہ سنتے ہی حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے زور سے یا حلالا
 کا نعرہ لگایا۔ نعرہ لگانا ہی تھا کہ پاؤں کھل گیا۔ اور خلل جاتا رہا۔ اس سے
 ظاہر ہے کہ ابن عمر کے پاس حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھ کر کوئی شخص
 محبوب تر نہ تھا۔ بلکہ ہر دم و ہر لحظہ آپ کا شوق و یاد میں نظر تھا۔ جب ہی تو

ایسی ہر ذراک حالت میں بھی بے اختیار نام مبارک زبان پر آگیا نام آنا کیا تھا کہ ورد و دُور ہو گیا۔ اور شفا حاصل ہو گئی

حضرت علامہ محبت | حضرت سیدنا بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وفات کا وقت جب قریب آیا تو آپ کی بی بی بکال بیچ و عمر فراموش و آخر ناکہ کیا ہی غم کا موقع ہے۔ عاشق رسول حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کے جواب میں فرمایا وَاطْرَافَاہُ کیا ہی غم کی کا موقع ہے۔ اس کے بعد فرمایا۔ اَللّٰہُ عَزَّوَجَلَّ اَکْرَمَہُ مُحَمَّدًا وَآلَہٖٗٓ طَہْرًا کُلِّ کے من ہم اپنے احباب سے ملاقات کر گئے۔ جو محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اور آپ کے اصحاب ہیں۔ یعنی جب اپنے حقیقی دوستوں و محبین سے ملنے کا وقت قریب آ رہا ہے اور شب ہجر صبح وصال سے تبدیل ہو رہی ہے تو غم کا کرنا موقع ہے یہ تو خوشی کا وقت ہے اس سے زیادہ خوشی اور کیا ہو سکتی ہے۔

حضرت علامہ یاسر کا بہت | حضرت علامہ یاسر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب جنگ صفین میں جام شہادت نوش فرمایا اور وفات ہونے لگی تو فرمایا اَللّٰہُ اَکْرَمَہُ مُحَمَّدًا وَآلَہٗٓ طَہْرًا۔ میں ابھی ابھی اپنے دوستوں سے ملو نکا۔ پیلے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) و آلہ بلحم سے پھر آپ کی جماعت صحابہ سے۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔

بیان کیا جاتا ہے کہ ایک خاتون نے حضرت سیدنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے فرمائش کی کہ ذرا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر شریف سے پر وہ ہٹا دیں۔ چنانچہ ام المؤمنین نے پر وہ ہٹا لیا۔ وہ خاتون زیارت قبر مبارک کے وقت اپنے فراق اور غم میں اتنا روئیں کہ دم نکل گیا۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت اپنے والدین اور اپنی جان مال سے زیادہ ہر شے کی پہلو ہیں۔ ایک انصاری صحابی کی خاتون کا دل تو ابھی بھی

آپ نے سماعت فرمایا۔ جس میں اس بجا ک خاتون نے اپنے باپ بھائی شوہر کے قتل کو اتنی اہمیت نہ دی جتنی حضور رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ آلہ وسلم کی خیریت کو۔

حضور رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ آلہ وسلم نے جب تبلیغ اسلام فرمائی اور مسلمان ہوئے تو مسلمان ہو چکے اور اسلام کی خوبیاں ان کے ذہن نشین ہو گئیں تو انکو آرزو ہوئی تھی کہ ان کے اس باپ اور سارے قریب و دور و نزدیک احباب سب کے مسلمان ہو جائیں اور دین اسلام میں شامل ہوں۔ چنانچہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سب سے پہلے مشرف باسلام ہو چکے تھے۔ اور آپ کے والد ابو قحافہ ابی سلمان نہیں ہوئے تھے۔ حضرت صدیق کو اپنے والد ماجد سے مسلمان ہونے کی آرزو تھی۔

حضرت صدیق اکبر کی محبت | جس وقت حضرت ابو قحافہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ شرف باسلام ہوئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ آلہ وسلم نے ان کے فرزند رشید حضرت ابو بکر صدیق کو ان کے واجب الاحترام والد کے مسلمان ہونے کی خوشخبری سنائی اور مبارکباد دی تو حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی۔ وَاللّٰہِ نَعْتَلِفُ بِالْحَقِّ لِمَسْلَامِ اَبِی طَالِبٍ کَانَ اَخْرَجَ لِعَیْنِیْ مِنْ اِسْلَامِہَا۔ اس ذات کی قسم جس نے آپ کو دین حق کے ساتھ بھیجا۔ یقیناً ان کے اسلام سے زیادہ (آپ کے چچا) ابوطالب کے مسلمان ہونے سے مجھے زیادہ خوشی ہوئی اور اس سے میری آنکھیں زیادہ ٹھنڈی ہوئیں۔ اس آنحضرت صلی اللہ علیہ آلہ وسلم کے ساتھ آپ کی محبت کا حال معلوم ہوتا ہے۔

حضرت فاروق اعظم کی محبت | حضرت عباس بن عبد المطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ ابی سلمان نہیں ہوئے تھے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو آپ سے

بہت تیزی سے حضرت ابراہیم علیہ السلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت عباس سے بار بار
 دہراتے تھے۔ اِنْ تَسْلَمْنَا آتَمَّتْ اِلَيْكَ اِسْلَامَ الْخَلَّائِبِ۔ آپ کا اسلام
 (یہ یہ پاپ) خطاب کے مسلمان ہونے سے بھی مجھے زیادہ محبوب ہے

یہ بھی اس لئے تھا کہ اگر خطاب یعنی حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے والد ماجد
 موجود ہوتا اور اسلام قبول کرتے تو اس کی خوشی حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو
 مہنتی ہوگی۔ اور حضرت عباس کے مسلمان ہونے سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
 کی خوشی سے زیادہ ہے۔ اللہ سبحانہ نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی
 یہ آرزو پوری کر دی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خوش فرما دیا کہ حضرت
 عباس فتح مکہ کے بعد مسلمان ہو گئے۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

جلوسِ اہم کی محبت | حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے دریافت کیا گیا کہ آنحضرت صلی اللہ
 علیہ وسلم کے ساتھ آپ جلد صحابہ کی محبت کس وجہ تھی۔ آپ نے فرمایا۔ كَانَ قَالِدًا
 اَحَبَّ اِلَيْكَ مِنْ اَمْوَالِنَا وَاَوْلَادِنَا وَاَنَا مُنَادٍ اَمَّهَاتِنَا وَاَمَّهَاتِنَا وَاَمَّهَاتِنَا
 اَلْبَارِدِ عَلَى الْخَلَاءِ۔ خدا کی قسم! آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارے
 نزدیک اپنے مال متاع، اولاد، ماں باپ وغیرہ سے بھی زیادہ محبوب تھے۔
 اور پیاس کے وقت ٹنڈے پانی سے جیسی محبت ہوتی ہے اس سے بھی زیادہ
 آپ سے محبت تھی۔ محبت ایک ذوق اور جہانی کیفیت ہے اس کا اظہار الفاظ
 سے نہیں ہو سکتا۔ مگر حضرت خیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک بے نظیر طریقہ
 سے امر محسوس سے تشبیہ دیکر اس کیفیت و جہانی کو ظاہر فرما دیا کہ جب تشنگی
 غالب ہو اور میدانِ حق مدوق۔ پانی کا پتہ نہ ہو تو جان کس عذاب میں
 رہتی ہے۔ ایسی تکلیف کے وقت اگر کہیں ٹنڈا پانی مل جائے تو اس کی

تہ تمہارے پیارے آدمی ہی ہمارے گناہ ہے۔ حضرت شیر خدا رضی اللہ عنہ بولا کہ
 میرے گناہوں کا گناہ ہے۔ چنانچہ یہی زیادہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بات
 سمجھا کر کہ وہ دلدار بن کر اپنے گناہوں کو اپنے گناہوں سے اچھے کر دیا۔
 قرآن مجید پر بھی ہے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بات کہ تو دنیا و آخرت کی اصلاح
 اور نیکوئی کے واسطے ہے اور یہ کہ جس میں اپنی روح رواں ہے۔ تو دنیا و آخرت کی اصلاح ہے۔
 کہ جسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات روح الارواح ہے۔ بلکہ اس سے بھی زیادہ۔

سنت عمر، العاصم کا قول حضرت عمر بن العاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں مَا كَانَ
 أَحَدًا أَحَبَّ إِلَيَّ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِرَّةً زَوْكًا
 حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے زیادہ کوئی محبوب نہ تھا۔
 حضرت عمر بن العاص کا قول حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کا قول تو آپ صلی
 اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آج کی بات میں کہیں۔ آپ یقیناً میرے نزدیک اپنی جان
 سے بھی زیادہ محبوب ہیں۔

سلف الصالحین کی محبت کے احوال تھے ایک ہم بھی ہیں کہ محبت کا دم
 بھر تھے میں مگر صرف زبان و دعویٰ ہے۔ خداوند تعالیٰ ہمارے قائل کو حال سے
 بدلے اور ہم سب کو سچا جاں نثار اور بچا مطیع و فرمانبردار بنائے آمین
 ختم آمین۔

اگر سلف الصالحین کے مراتب کہاں قائل ہو سکتے ہیں لیکن ہم ایک حدیث
 شریف سناتے ہیں جو ہم دور افتادہ غامضین کے غم و بات کے لئے کافی ہے۔
 تاخیر کیلئے بشارت اسلام شریف میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے
 کہ حضور رحمة للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ مَنْ آمَنَ بِمَقَالِي حُبًّا
 نَأْتِي بِكَوْنِكَ بِكَدِّي يَوْمَ آخِذُكُمْ كَوْنًا نَأْتِي بِأَهْلِهِ وَمَالِهِ

مجھے سب سے زیادہ محبوب جاننے والے وہ لوگ ہیں جو میرے بعد ہونگے ان میں سے
ایک ایک شخص اس امر کی آرزو کر لیا کہ اپنے اہل عیال و مال و متاع کے عوض
مجھے دیکھ لیں۔

محبت کی کھلی نشانیاں یاد رکھئے کہ محبت کی چند نشانیاں ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے
احکام کی پیروی اور لوہی سے باز رہنا۔ اور آپ کے آداب اخلاق کو جاری رکھنا
براہیت بنانا۔ اور ناممکن اس کے اختیار کو بھی کوشش کرنا۔ خیر و نیکوئی کی
حالت ہو یا فراخ دستی کی۔ خوشی کا موقع ہو یا سوچ کا۔ کھانا کھائے ہوئے ہوں یا
بھوکے۔ مقام فانیس ہوں یا بقار میں۔ ہر حال میں آپ کی اتباع کرنی چاہیے
ارشاد باری ہے۔ لَقَدْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ - اے نبی کریم!
آپ اپنی امت مرحومہ سے فرما دیجئے کہ اگر تم اللہ سے محبت رکھتے ہو تو میری
اتباع کرو۔ اتباع ہی ایک کوئی ہے جس سے محبت کی سیجائی کا امتحان ہو سکتا
ہے۔ وہ محبت کبھی سچی نہیں جو صرف زبان پر ہو اور اس کا اثر دل و باغ
ماہہ پاؤں۔ آنکھ، نکان۔ وغیرہ پر نہ ہو۔ اگر یہ چیزیں اللہ اور اس کے رسول کے
کلمے میں نہیں ہیں تو محبت کو بھی سلام ہے۔ ایسے لوگ صرف اپنی زبان سے
محبت کا دعویٰ کرتے ہیں مگر اللہ اور اس کے رسول کے پاس وہ محبت نہیں
کہلاتے۔ حدیث شریف میں ہے کہ محب اور محبوب قیامت میں ایک ساتھ رہیں گے۔
اور ظاہر ہے کہ طاعت محبت کی علامت ہے۔

ابھی ہمیں یہ سب بات کی ہدایت دے۔ راستہ ان لوگوں جن پر تو نے
انعام کیا۔ اے پروردگار ہمیں اپنی اور اپنے رسول کی محبت دے اور انکی
اطاعت میں رکھ۔ اور اپنے نیک بندوں کے ساتھ اٹھا۔

فصل

سُحْرًا وَصَلَّى عَلَى رَسُولِهِ الْكَرِيمِ - اِنَّهُ قَدْ قَالَ اللهُ تَعَالَى - قُلْ اِنْ كَانَ
 اَبَاؤُكُمْ رَبَّانِيًّا فَهِيَ خُصْمًا لِلْكَافِرِينَ وَارْزُقُوا بِكُمْ وَهَشِيدٌ تَكْفُرُ اَمْوَالُ
 هَاقَنَ فَسُوْهَا وَغَارَةً تَحْشَوْنَ سَادَةً هَا وَمَسَاكِينُ مِمَّنْ مَوْنًا اَحْسَتْ
 اَلْيَكُم مِّنَ اللهِ وَرَسُولِهِ وَجَاهِدِي فِي سَبِيلِهِ فَاِنَّ نَصْرًا اَحْسَى يَا اَيُّهَا اَللّٰهُمَّ
 وَاللهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ النَّاسِ قِيْلِينَ - (اے نبی کریم!) آپ فرادیکھئے کہ اگر
 تمہارے ماں باپ بیابانی - خیالی بند - بی بی یا شوہر کنبہ دانے اور مال متاع
 جو تم نے حاصل کیا ہے اور تجارت جس کے خراب ہو نیک اندیشہ ہے (یہ سب چیزیں)
 تمہیں اللہ اور اس کے رسول اور اس کی راہ میں جہاد کرنے سے زیادہ محبوب
 ہوں تو اللہ کے حکم کے انیکا انشطار کرو بدکار لوگوں کو اللہ سمانہ راہ راست
 نہیں دکھاتا۔

صحابہ کرام کی محبت | حضرات اگدشتہ و قبل میں آپ کو حضرت شیر خدا علی مرتضیٰ
 کو اللہ تعالیٰ وجہہ کا ارشاد سنایا گیا ہے - کَانَ وَاللهُ اَحَبَّ اِلَيْنَا مِنْ

۴۔ کائنات وہاں انسان کی بودہ ماش اور اس کی لائی کی غایت پہنچتی ہے
یہ انسان کو کمال کی آخری غایت پہنچاتا ہے کہ وہ اپنی کمال کرنا کہ جائزہ اور کمال
نہیں رکھنا چاہتا ہے تاکہ دوسرے اموال و اشیاء پر اگر کوئی آفت آگئی
جاسے تو یہ محفوظ رہے اور رہنے کے لئے کوئی بے باقی رہے یہی ملوہ
ارشاد باری تعالیٰ عزوجل میں مستألف بن خلق تھا، پس جو پاپ نہیں کیا
جو انسان کو حق تعالیٰ اور اس کے حبیب پاک کو محبوبیت سے دور نہ کرے
ان ضمنوں کے اثر سے جانے ایک ہی آیت کریمہ میں ترتیب کیساتھ بیان
فرمایا ہے۔ سبحانہ ما اعظم شأنہ۔

صحابہ کرام کی اطاعت | مفسرین کرام رحمہم اللہ تعالیٰ نے تحریر فرمایا ہے کہ آنحضرت
سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم
کو حسین کو ہجرت کا حکم فرمایا تو اس وقت کیفیت یہ تھی کہ باپ مسلمان ہے
تو اس کا بیٹا کافر کہیں بیٹا مسلمان ہے تو باپ کافر کہیں ایک بھائی
مسلمان اور دوسرا کافر۔ زوج مسلمان تو شوہر کافر، بالعموم، اسی طرح
ایک دوست مسلمان ہے تو دوسرا نہیں۔ ان فرض ایسے سینکڑوں ہزاروں
نظارے تھے۔ قبیل ارشاد مبارک بارگاہ رسالت جب صحابہ کرام مکہ مکرمہ سے
مدینہ طیبہ چلے اور اپنے وطن مالوف اور سقراط اس کو خیر باد کہنے لگے تو خیر
باپ اپنے مسلمان بیٹے کے پاس آتا تو بیٹا اس کی طرف التفات بھی نہیں کرتا
تھا۔ ہر فرد مسلم کی اپنے لوگوں کے ساتھ ہی کیفیت تھی۔ آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کی محبت ان کے دلوں میں ایسی جاگزیں تھی کہ دوسری کسی چیز کی
محبت کی اس میں گنجائش نہ تھی۔ اگر وہ لوگ ہجرت کے بعد اپنے مسلمان
قرابتداروں کے پاس آتے تو یہ ان کو اپنے گھروں میں اتارتے اور ان کا

نفسہ وغیرہ ادا کرتے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ نے ہمدان اس امر کی اجازت دے دی کہ اپنے
 غیر مسلم قرائتہ اربعہ یا دو تہ را لے سکتا ہے۔ ہر مری رکھیں۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ
 لَا يَنْهَىٰ كُفْرًا عَنْ الدِّينِ آيَةٌ إِلَّا فِي الْقِيَامِ وَالْأَيُّمِ وَالْأَيُّمِ وَالْأَيُّمِ وَالْأَيُّمِ
 يَا رِكُمْ أَنْ تَبَدُّوهُمُ وَتَقْسِطُوا إِلَيْهِمْ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِينَ۔

جن لوگوں نے دین کے بارہ میں تم پر یہ بڑا اتنی نہیں کی اور ہمیں تمہارے
 گھر میں سے نکالیں دیا اللہ ان کے ساتھ لانا۔ انوکھ کرنے اور انصاف نہ برتاؤ کہ نہ
 کی ممانعت نہیں کرتا ہے۔ انصاف کرنے والوں کو تو وہ دوست جانتا ہے البتہ
 من لوگوں نے تم سے دین کے بارہ میں لڑائی کی اور تمہیں اپنے گھر سے نکال دیا
 ان کو اپنا ولی بنانے سے منع فرماتا ہے۔

حذیث شریف میں آیا ہے۔ آ معنرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا
 لَا يَطْعَمُ أَحَدُكُمْ طَعْمًا إِلَّا تَعْلَمَانِ مَتَى يُمِيتُ فِي اللَّهِ وَيُحْيِي
 فِي اللَّهِ حَتَّى يُمِيتَ فِي اللَّهِ أَعَدَّ النَّاسُ مِنْهُ مَا يَنْجِصُ فِي اللَّهِ أَخْرَبَ
 النَّاسِ إِلَيَّ۔ تم میں سے کوئی شخص ایسا نہ کاؤالہ اس وقت تک نہیں پاتا
 جب تک کہ اس کی محبت اور دشمنی اللہ تبارک و تعالیٰ کے لئے ہو۔ قربت کے اعتبار سے
 اگر کوئی بہت نزدیک ہے لیکن وہ ایماندار نہیں ہے تو اس کو بنو منہا نے اور
 اگر کوئی قربت میں دور ہو لیکن ایماندار ہو تو اس کو محبوب جانے۔

صحابہ کرام کی مثالیں اصحابہ کرام نے اپنی محبت و ایمان کامل کا ثبوت بطرح
 پیش کیا اور اللہ اور اس کے رسول کے مقابلہ میں اپنے باپ اور دیگر قربت داروں
 کو جہنم جانا اسکا محل صرف جنگ بدر کے واقعات سے ظاہر ہو سکتا ہے۔

۱۔ امین الامۃ حضرت سیدنا ابو عبیدہ بن الجراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے
 اپنے باپ جراح کو قتل کر دیا جو کفار کے ساتھ شامل ہونے کے مسلمانوں سے

جنگ کرنے کیلئے ہو میں آئے تھے۔ یہ نمونہ ہے حق تعالیٰ کے اس حکم کی تعمیل کے
 رائدہ اور اس کے رسول کے مقابلہ میں اور ان کے حکم کے آگے باپ کی نسبت کوئی
 چیز نہیں۔

۲۔ حضرت عبدالرحمن بن ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہما غزوہ بدر کے وقت
 مسلمان نہیں ہوئے تھے اور کافروں کے ساتھ ہو کر مسلمانوں کے مقابلہ کے لئے
 آئے تھے۔ فتح کو کرمہ کے بعد مسلمان ہوئے آپ نے ایک دن اپنے
 باپ باجہ لاقہ امیر باپ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے عرض کی۔ با با جان!
 جنگ بدر میں ایک موقع ایسا آگیا تھا کہ اگر میں چاہتا تو آپ کو ہلاک کر دیتا۔
 لیکن محبت پدی نے اس کی اجازت نہ دی۔ یہ سنتے ہی حضرت صدیق
 نے فرمایا۔ عبدالرحمن! تو میری زوہیں آجاتا اور ایسا موقع مجھے ملتا تو بخلا
 میں تجھ کو زندہ نہ چھوڑتا۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

۳۔ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے حقیقی ماموں ابو جہل کے
 قتل میں شریک رہے اور اپنے ایمان کامل کا ثبوت دیا۔ اسی طرح حضرت
 شیر خدا علی رضی اللہ عنہ نے اپنے چچا ابوبہ کو اسی غزوہ میں
 قتل فرمایا۔ ان لوگوں نے چونکہ دین اسلام اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
 کی بات انتہائی دشمنی سے کام لیا تھا۔ تو خود انہیں کے قاتل ہمارے جن
 کے قلوب نور ایمان سے منور تھے ان کے کیفر کردار کو پہنچایا۔ ان کامل الایمان صحابہ
 کے دل میں اللہ اور اس کے رسول کے مقابلہ میں اپنی قربت اور قریب ہونے
 کی نسبت کچھ بھی اثر پیدا نہ کر سکی۔ یہ ہاجرین کے احوال تھے۔

انصار کی محبت کا حال انصار نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کا جو ثبوت
 دیا وہ واقعہ موافقت سے ظاہر ہے۔ کہ جب ہاجرین اور انصار میں بھائی چارہ

۱۰ روز تار سے لٹکتے ہیں۔ اگر چہ انہی خدیر نہ ہوتے ہو۔

اس واقعہ کے آئینہ آپ کو معلوم ہو چکا کہ انصار نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں کس طرح اپنے مال و متاع تجارت و معاملات، مکانات اور جائیدادوں کو آپ کے اور آپ کے اصحاب کے قدموں پر شمار کر دیا تھا اس کے بعد یہ غنیمت آئی تو بغیر کسی پس و پیش کے اس سے دست بردار ہو گئے یہ سہہ حقیقی قلیل آیت کریمہ کی کہ ان بزرگواروں کے دلوں میں خدا اور اس کے رسول کے مقابلہ میں نہ ماں باپ کی محبت کوئی وقعت رکھتی تھی اور نہ زن و نذر زندگی نہ معاشی کی اذیت غالب آ سکتی تھی :- دوست آشنا کی :- نہ مال و متاع ان کے قلوب پر کوئی سایہ بٹکتا تھا :- نہ تجارت و جائیداد وغیرہ۔

اگر ان بزرگواروں کے دلوں میں ماں باپ کی عظمت تھی تو وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشاد کی تعمیل تھی۔ بی بی بیچے پیارے تھے تو امثال امر نبوی کی خاطر۔ بھائی مندوں اور دوست آشناؤں سے تعلق و یاراد تھا تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم کی بجا آوری میں۔ ال دولت تجارتی تھا جائیداد و مکنت کی تحویل اور غفلت و غفلت تھی تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مبارک قدموں پر نہانے یا خدمت دین مستحقین کے حقوق کی ادائیگی و ضعیف و معذورین کی امداد وغیرہ کے لئے۔ الحاصل ان سب تعلقات اور معاملات سے ان کی ہوا و غرض آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت اور آپ کی اطاعت و پیروی تھی اور بس۔ اور یہی نہیں بلکہ ان مقدس بزرگواروں کی نشست و برخاست، قول و فعل، حرکت و سکون، کھانا، پینا، سونا، جاکنا وضع قلع، چال وصال، راہ و رسم، ادب و لحاظ، جملہ امور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بہت اور اطاعت کا نمونہ ہوتے تھے۔ یہی ایمان کامل کی نشانی ہے۔

احقر حق تعالیٰ کی رضا اسی میں ہے۔

محبت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بہر حال آپ کے یہ جو آثار و نمونہ ہیں سنائی گئی اس میں بہت دین کو بہتر سمجھ ہے یہ بتلایا گیا ہے کہ اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی

محبت یا دین اسلام کے خلاف جو چیز معارض ہو خواہ وہ ماں باپ جو اہل یا اولاد ہو۔ یا بھائی اہل ہوں۔ یا بی بی یا شوہر۔ یا قرابتدار ہوں یا کوئی اور مال و دولت ہو۔ یا معاملات۔ مکانات ہوں یا باندو۔ ان چیزوں کو دین پر کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت کی کسی طرح ترجیح نہیں۔ بلکہ دین اور آپ کی محبت کو ترجیح ہے اور یہی صراطِ مستقیم ہے۔

سنت نبوی کی محبت بھی جیسا کہ محبت آپ کی ایک علامت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت مبارکہ کی محبت ہے۔

ترمذی شریف میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ مَنْ أَحَبَّ مُسْتَنِيَّ هَذَا أَحَبَّنِي وَمَنْ أَحَبَّنِي كَانَ مَكْلَبِي فِي الْجَنَّةِ۔ جس شخص نے میری سنت (یا میرے طریقہ) کو دوست جانا اگر اس نے مجھے دوست مانا۔ اور جس نے مجھے محبوب جانا وہ جنت میں میرے ساتھ ہوگا۔

اور ایک روایت میں ہے وَمَنْ أَحَبَّنِي مُسْتَنِيَّ جِسْنِي جِسْمِي مِثْلِي زَنَدَ كَمَا كُنْتُ أَنَا۔ جو شخص اس پر عامل ہوگا وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ جنت میں ہوگا۔ خداوند تعالیٰ ہم کو اور آپ کو اسکی توفیق بخشے۔ آمین ثم آمین۔ اور جو شخص اس پر عامل نہیں بلکہ خلاف درزی کرتا ہے تو

اس کی محبت کامل نہیں۔

محسوب کی مادی ہمارے محبت ہے | محبت کی ایک علامت اپنے محبوب کی یاد میں رہنا ہے۔ دینی نے مسند الفردوس میں ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا مَن أَحَبَّ نِسْمًا أَكْثَرَ مِن ذَكَرِهِ۔ جو شخص کسی چیز کو محبک جانتا ہے تو اس کو زیادہ یاد کرتا ہے اس سے مطلب یہ ہے کہ ہر حال میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کے اسوۂ حسنہ کو پیش نظر رکھے آپ کی ہدایت اور تعلیمات سے غافل نہ ہو۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود و تشریف پڑھتا رہے۔

درود شریف کے مختصر احکام | تمام عمر میں ایک بار درود شریف پڑھنا فرض ہے اور صلوٰۃ علیہ کے موقع پر واجب اور نماز میں اور جب بھی نام مبارک سننے تو درود شریف کا پڑھنا سنون ہے۔ بشرطیکہ وہ تمام پلیدی یا سنجاست کا نہ ہو۔ حرام نہ ہو۔ درود شریف پڑھنے والا جنابت کی حالت میں نہ ہو۔ ناک صاف کرنے یا کھلی کرنے کے وقت نہ پڑھے۔ درود شریف کے فضائل اور اسکے احکام و آداب مت تفصیل کے محتاج ہیں۔ اسی طرح احیاء سنت یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کوئی طریقہ کسی جگہ جاری نہ ہو تو اسکو جاری کرنا بھی فضیلت ہے اور آپ کی کسی سنت کو مٹانے یا مٹتے ہوئے دیکھ کر خاموش رہنے کی جو وعید ہے اُس کی تفصیل بھی بہت ہے اس کے لئے بھی مفصل مضمون چاہیے اس وقت تو ہم اپنے بحث محیط پر جمع کرتے ہیں۔

کسی کا درود یا کسی تعلیم کی علامت ہے | محبت کی ایک علامت یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی توقیر و عظمت شان اور رفت و سحر کو پیش نظر رکھے۔

آپ کا نام پاک نہایت ادب سے۔۔۔ آپ کے حکم کے آگے سر جھکا رہا۔۔۔ جب آپ کا نام مبارک سنے تو تواضع و انکسار ہی کا اظہار کر رہے۔ ذکرِ بارگاہ کی مجلس میں ادب سے بیٹھے۔ حق تعالیٰ کا ارشاد ہے: **إِنَّا أَنزَلْنَاهُ سَاحِدًا ۖ وَهُوَ بَشَرٌ ذَلِيلٌ لِّمُؤْمِنِي ۖ وَاللَّهُ دَرَسُ مَوْلَاهُمْ ۖ وَكَتَبَ مَرْفُوقًا ۖ وَتَوَحَّشَ فُلًا**۔ (اے نبی کریم!) ہم نے آپ کو (اپنی امت مرحومہ کا) گواہ اور (انگوخت کی) بشارت دینے والا اور (دوزخ کے عذاب سے) ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے تاکہ (اے مسلمانو!) تم اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ۔ اور ان کی عزت و توقیر کرو۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ابو احنیٰ تبسمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ صحابہ ربیعہ ورتانہ دکر کے وقت صلوٰۃ کا حال۔
رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے ساتھ جب کبھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نام مبارک آجاتا تو ان کا سبب حال ہوتا۔ کبھی وہ حسرت و دید اور شوق وصال میں روتے اور کبھی تواضع و انکسار کا اظہار فرماتے اور کبھی ان کے بدن پر روکنے ٹکڑے ہو جاتے تھے۔ غرض ہر ایک بزرگ کی حالت اور ذاتی کیفیت کی نظر ہر ایک کا عجب رنگ ہوتا تھا۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہم وارضاهم عنہم۔

عبد کے مجربین و متبیین کی ایک علامت یہ بھی ہے کہ آنحضرت سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت کی محبت تھی ہم بھی ان کو محبوب جانیں۔
 اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیروی و اتباع میں ان سے بھی ملی محبت رکھیں۔ مثلاً حدیث شریف میں آیا ہے جو بخاری شریف اور دیگر کتبِ ماثوث شریف میں منقول ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت سلیمان بن سینا امام حسن و امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی نسبت ارشاد فرمایا: **اللَّهُ تَعَالَى**

اِنْ اَحَبَّهُمَا فَاَحَبَّهُمَا۔ اَلہی اِنجھے یہ دونوں محبوب ہیں۔ تو بھی ان کو محبوب مان۔ لہٰذا ہمارے لئے بھی جناب مسنین سید اشباب اہل الجنتہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی محبت دراصل آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت اور عین ایمان ہے۔ پھر یہ بھی پائے کہ اس محبت میں آپ کے اشتریک حال ہوں کیونکہ ایک وہ یہی روایت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے مَنِ احَبَّنَا فَقَدْ احَبَّنِي۔ وَمَنْ احَبَّنِي فَقَدْ احَبَّ اللّٰہَ۔ جس نے ان دونوں کو دوست رکھا اس نے مجھے محبوب مانا اور جس نے مجھے محبوب مانا اللہ کو اپنا محبوب بنا لیا۔

اسی طرح ایک اور روایت میں وار ہے۔ مَنْ احَبَّ هَذَيْنِ وَ اَمَّا هُمَا وَ اَمَلَمَّا كَانَ مَعِيَ فِي الْجَنَّةِ۔ جس نے ان دونوں یعنی امام حسن و امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو اور ان کے ماں باپ کو یعنی حضرت علی رضی و سیدتنا فاطمہ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو دوست مانا وہ میرے ساتھ جنت میں رہیگا۔ دعا ہے کہ ہم کو ایسی ہی توفیق ہو اور ہمارا حشر اس محبت کے طفیل میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ہو آمین ثم آمین۔

ان طرح محبت ال بیت کرام و ازواج مطہرات اور انکا ادب ہر حال میں لازم ہے۔ یہاں تک کہ دودان مصطفویٰ اور خاندان مرتضوی سے جن کو نسبت قرابت یا رشتہ سہی حاصل ہو، ان کی محبت بھی ضروری ہے اگر ان کا کوئی کام خلاف شرع ہو اور جن میں کوئی عمل ہو تو اس لحاظ سے کہ انکا یہ کام خلاف امر شرع شریف ہے۔ اس کام سے ناراضی کا اظہار کرنا چاہیئے۔ لیکن دعا کرنی چاہیئے کہ حق تعالیٰ ان سے وہ کام چھڑا دے۔

ایک مال | آپ دیکھتے ہیں کہ کوئی شخص کسی سلطنت کیساتھ کسی نوع پر اپنا دوستی اور وفاداری کا ثبوت دیتا ہے تو ایسے شخص کو سلطنت کی جانب سے خطاب منصب جاگیر رعایت ہوتی ہے اور یہ سرفرازیں اس کے خاندان میں نسلاً بعد نسل باقی رہتی ہیں۔ اگرچہ اس کی اولاد میں وہ تمام اوصاف جو اس کے مورث اعلیٰ میں سمجھے موجود نہیں ہوتے۔ یہ دنیا کے بادشاہوں کے بلبل نوال اور ذمیوی مملکتیں کیا۔ ایسا ہے جو حق تعالیٰ شانہ کے نزدیک بالکل بے مقدار چیز ہے۔ پس بتلائے کاشد سبحانہ برپا ساز پیڑ کی کمی ہے اور اس کے فضل و کرم کا کیا ٹھکانا ہے۔ جس مقدس وجود کے بجائے بہت پرستی یا خود پرستی کے خدا پرستی پھیلا دی۔ جس گرامی ذات نے عالم اور اہل عالم کو اندھیری سے روشنی میں اور تاریکی سے ہدایت کی طرف پہنچایا۔ ان کی اولاد امجاد کیا اس قابل ہیں کہ ان کے ساتھ فیہ ہمد روانہ برتاو کیا جائے؟ عا شا وکلا۔ اللہ سبحانہ کا ارشاد ہے۔ **يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَسْتُ بِكُمُ الْيَتَامَىٰ**۔ لے بی بیاں نبی کی۔ تم معمولی عورتوں کی طرح نہیں ہو۔ اور خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے **لَسْتُ كَأَحَدِكُمْ** میں تمہاری طرح کوئی معمولی آدمی نہیں ہوں۔

موصوفہ کے ساتھیوں سے محبت لازم ہے | اولاد امجاد کو تو شرف بزرگیت حاصل ہے۔ اللہ سبحانہ نے جن بزرگواروں کو شرف صحبت عطا فرمایا ہے کوئی شخص ان کے مراتب کو بھی تو نہیں پہنچ سکتا۔ اسی وجہ سے مسلم ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ کرام سے بھی محبت رکھنی ایمان کی نشان ہے۔ دین تین چار چہرہ تک پہنچا ہے ان تقدسی صفات برگزگوں کی وساطت ہی سے پہنچا ہے انہیں حضرات نے دین اسلام کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد

چارہ انگ عالم میں پہنچا دیا۔ بڑے بڑے مشہور اور مقدس بلاد اسلامیہ
 ان میں بزرگواروں کے دم قدم کی برکت سے مفتوح ہوئے اور ان میں
 توحید کی صدا بھیلی۔

حضرت سرورِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں۔ اَللّٰهُ
 اَلَّذِیْ اَنْجَا نِیْ اَنْ یَّکُوْنِیْ لَوْ کُنْتُ عَرَضًا کَعَرَضِیْ فَمَنْ اَحَبَّ هُمْ
 فِیْ حُسْنِیْ اَحَبَّ بَہُمْ۔ اُحدیث۔ (مسلمانو!) میرے ساتھیوں کے بارہ
 میں اللہ سے ڈرو اور خوف کرو۔ میرے بعد ان کو نشانہ (ہلاکت) نہ بناؤ
 جس نے انہیں دوست جانا۔ وہ مجھے محبوب جانتے کیوجہ سے ہی جانا۔ یہ
 ۱۰ بیش تر مذی شریف میں ہے۔

۱۱۔ انا کی محبت بھی علامتِ ایمان ہے | صحیحین میں وار ہے۔ آیۃُ الْاِیْمَانِ
 حُبُّ الْاَنْصَارِ۔ انصار کی محبت تمہارا ایمان کی علامت ہے۔
 آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہاجرین سے تھے۔ چنانچہ آپ نے ارشاد فرمایا
 لَوْ لَا الْخِزْرَةُ لَکُنْتُ اَخْرَجْتُ الْاَنْصَارَ۔ اگر ہجرت کا شرف
 مجھے حاصل نہ ہوتا تو میں بھی انصار میں سے ایک شخص ہوتا۔ اس سے
 ثابت ہے کہ ہاجرین کی منزلت انصار سے زیادہ ہے جب انصار کی
 محبت ایمان کی علامت ہے تو ہاجرین کی محبت عین ایمان ہے۔

عرب کی محبت بھی علامتِ ایمان ہے | ہاجرین و انصار رضوان اللہ تعالیٰ عنہم صحابین
 کی شان تو نہایت عالی ہے۔ متذکر حاکم میں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ
 عنہ سے مروی ہے کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں۔ مَحَبَّتُ
 الْعَرَبِ مِنَ الْاِیْمَانِ۔ عربوں کی محبت بھی ایمان ہے اور حضرت
 ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے مَنْ اَحَبَّ الْعَرَبَ

فَصَحْنِي أَحَقَّ هَمِّهِمْ - جس نے دلیروں کو محبوب بنانا اس نے میری بہ نسبت
 ہی کیونکہ سے ان کو محبوب بنانا۔

محبوبہ کی مرغوب طبع نہ کی | حقیقت یہ ہے کہ عرب بھی بہت بڑی چیزیں
 رسم بھی علامت محبت ہے | محبت کا تقاضا تو یہ ہے کہ محبوب کو جو چیز

پسند ہو اس سے بھی محبت کی جائے۔ اس بارہ میں آپ سلف
 صاحبین کے احوال سنیں کہ تو آپ کو واقعات کی اطلاع ہوگی۔ یہ
 افسانہ نہیں ہے۔ یہ حالات اور نفس الامری واقعات ہیں۔

بزرگان دین اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سچے متبعین نے
 جب معلوم کر لیا کہ فلاں شخص اپنے محبوب کی چاہتی ہے تو لگے اس
 کو بے چارے۔ طبیعت کا اقتضا و جن چیزوں سے متعلق معلوم ہوتا اور
 جن کاموں کا کرنا شرعاً مباح ثابت ہوتا سلف صاحبین اس میں بھی
 آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اتباع کو پیش نظر رکھتے تھے۔ اور ان
 چیزوں کو دل و جان سے ادا کرتے اور ان سے محبت رکھتے تھے۔

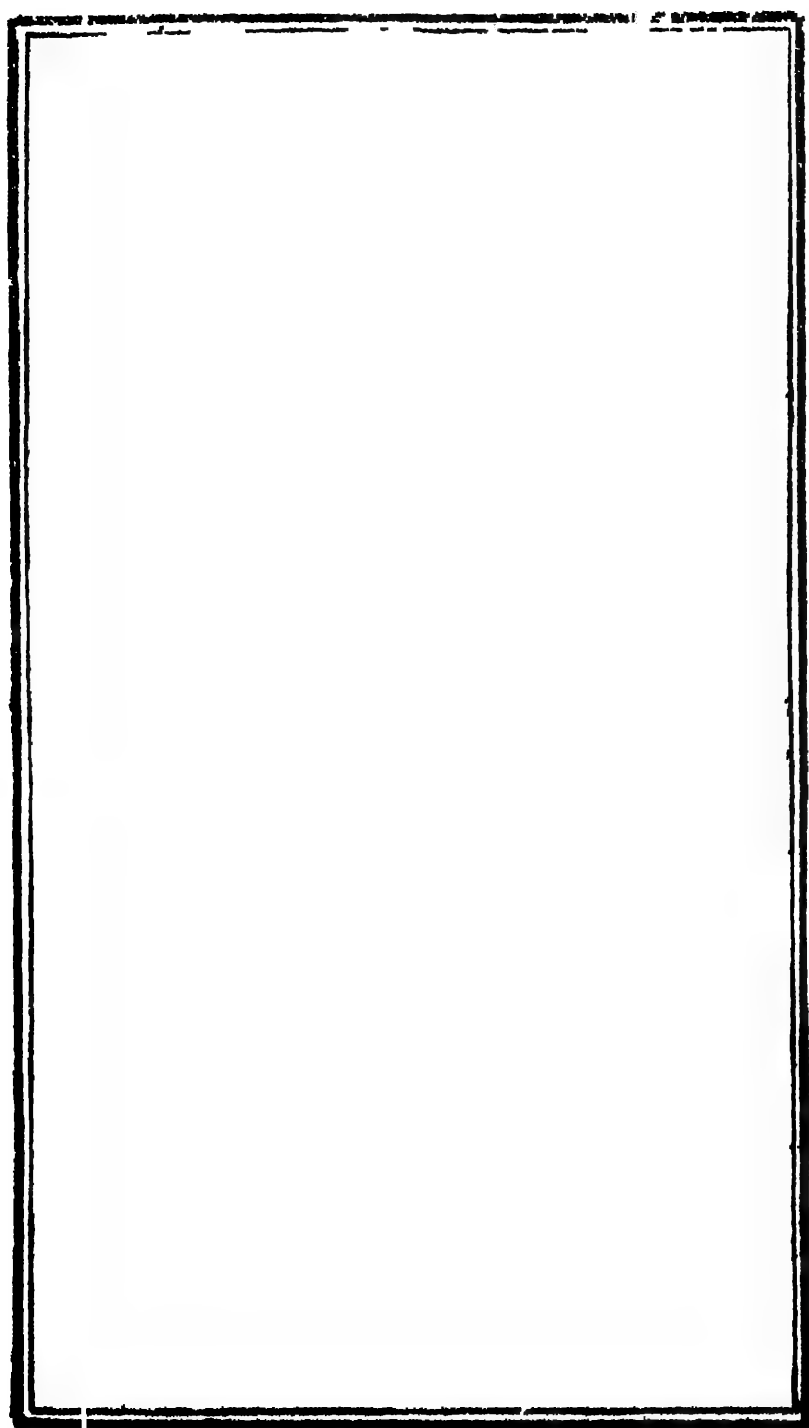
حضرت انس کا واقعہ | حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دیکھا
 کہ کدو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مرغوب خاطر اقدس ہے
 اور آپ کمال رغبت کے باعث برتن کے اطراف سے ٹٹول کر لیتے ہیں تو اس
 روز سے خود بھی کدو کے چاہنے والے بن گئے۔ اور ٹٹول ٹٹول کر کھایا کرتے
 چنانچہ ایک روایت آپ سے مروی ہے کہ جب کبھی کوئی سالن پکایا
 جاتا اور اس وقت کدو مل سکتا تو آپ اس میں کدو ضرور ڈالتے تھے۔

ہام من رضوانہ منکي محبت اشکال ترمذی میں ہے کہ امام زمن حضرت سیدنا امام حسن
 اور حضرت عبداللہ بن عباس اور حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہم

یہ مقبول جنرات ملکہ حضرت سلمیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس جہاں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں تشریف لائے اور فرمائش کی کہ حضور اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جو کھانا پسند فطر تھا وہ تیار کرو۔ انہوں نے عرض کی کہ آج وہ کھانا آپ کے مرغوب طبع نہ ہوگا۔ کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس عالم سے یہ وہ فرمائے ہوئے تیسرا باب ہے زیادہ عرصہ گزر چکا تھا۔ کسریٰ و قیصر اور کالاب عم کے خزانے اس وقت تک سیالوں کے قبضہ میں آچکے تھے۔ اور زمانہ کی حالت بدل گئی تھی۔ اسی وجہ سے حضرت سلمیٰ رضی اللہ عنہا کو خیال ہوا کہ اس زمانہ کا یہ عاصدا کھانا اسکیوں پسند آئے گا امام حسن رضی اللہ عنہ نے یہ سنکر بھی سی فرمایا کہ نہیں اسی کو پکاؤ۔ کیونکہ ان حضرات کو مرد اور ذائقہ تو مقصود تھا وہ چاشنی محبت کے دلوں سے تھے۔ وہ ضمیمہ اٹھیں اور جو پیکر اس کا آٹا ایک ہانڈی میں ڈالا اسپر کچھ دیمون کا تیل بھی ڈالیا پھر کالی مرچ اور کچھ مصالح پیسکر یہ سب پیش کر دیا۔ اور عرض کی کہ یہ چیز بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مرغوب خاطر تھی۔

اس عمر کی محنت صمیمین میں دار ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما لعینین بنتے تو اسی وضع کی بنتے جیسی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم استعمال فرماتے تھے۔ ڈارھی کا خضاب کرتے تو ہندی کا خضاب کرتے کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسا کرتے ہوئے دیکھا تھا۔

یہ ہمارے اسلاف کے کارنامے ہیں کہ ذرا ذرا سی بات میں بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تتبع کو پیش نظر رکھتے تھے۔ ایک ہم عمر ہیں کہ محبت کا دعویٰ دعویٰ ہے اور آپ کے احکام کی تعمیل سے جی چراتے ہیں۔ اللہ پاک توفیق دے اور جی محبت اور ایمان کامل عنایت فرمائے۔ آمین ثم آیتن۔



فصل

نَحْمَدُهُ وَنُصَلِّي عَلَى رَسُولِهِ الْكَرِيمِ - اَمَّا بَعْدُ فَقَالَ اللَّهُ جَلَّ وَعَلَى
 لَا حُدُودَ لِقَوْمٍ يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ يُوَادُّونَ مَنْ حَادَّ اللَّهَ
 وَرَسُولَهُ وَلَوْ كَانُوا آبَاءَهُمْ أَوْ أَبْنَاءَهُمْ أَوْ إِخْوَانَهُمْ أَوْ عَشِيرَتَهُمْ
 (اے نبی کریم!) جو لوگ اللہ سبحانہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتے ہیں انہیں سے
 آپ کسی قوم کو ایسی نہ پائیں گے جو اللہ اور اس کے رسول کا خلاف کرنا اور اس کو دوست
 جانتے ہوں۔ اگرچہ وہ ان کے باپ بیٹے بھائی یا قبیلہ والے ہوں۔

آپ کے دشمن سے دشمنی بھی | حضرات! گذشتہ فصلوں میں آپ محبت
 علامت محبت ہے۔ کی چند نشانیاں سماعت و ناپچھے میں ان کے

منجملہ ایک نشانی یہ بھی تھی کہ اللہ اور اس کے رسول جس چیز کو دوست
 جانتے ہیں انہی دوستی کرنی یا ان سے محبت رکھنا بھی علامت محبت رسول
 علیہ افضل الصلوٰۃ و اتم التسليم ہے۔ اس آیت مبارکہ میں اس کا دو سہل پہلو

بیان پورا ہے کہ جو لوگ اللہ اور اس کے رسول کا خلاف کرتے ہیں اور انکی مخالفت میں کمر باندھتی ہے چونکہ وہ اللہ اور اس کے رسول کے دشمن ہیں۔ لہذا ان سے دوستی کرنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت کی علامت نہیں ہو سکتی۔ بلکہ ایسے لوگوں کا خلاف جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عداوت رکھتے ہیں اور ان سے بغض رکھنا یعنی ایسے لوگوں کو نکل سے بڑا کرنا اور ظاہر ان سے دور رہنا جی علامت محبت ہے۔ اس موقع پر بھی کسی قرابت و قریہ کا لحاظ نہیں۔ اہل قرابت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اور اصل قرابت حضرت باری تعالیٰ شانہ کی ہے اس کے سوا جتنے رشتے ہیں وہ اللہ جانہ اور اس کے برگزیدہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بتائے ہوئے ہیں۔ جس نے اپنے رشتہ کو اللہ اور اس کے رسول یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ثابت رکھا وہ اسلامی راہی اور اخوت میں شامل رہا۔ اس کے وہی حقوق و آداب ہیں جو اپنے آپک بھائی کے ہوتے ہیں۔ لیکن جس بے نصیب نے اصل رشتہ کو باقی نہ رکھا تو اس کے دو ستر رشتوں کا کیا حکمانہ۔ اگرچہ کسی شخص کا باپ موجود ہے اور بیٹا بھی ہے۔ بھائی بھی موجود ہیں اور سارے قبیلہ والے۔ لیکن انکو اللہ اور اس کے رسول سے دوستی نہیں وہ ان کا دشمن ہے تو اگر صورت میں مذکور باپ کا محبت کرنا اس کے لئے جائز ہو سکتا ہے اور نہ بچے اس کے قبضہ میں دئے جاسکتے ہیں۔ جب باپ اور بیٹے کا یہ حال ہے تو پھر بھائی بند اور قرابتاء کی قرابت کا کیا ذکر۔ ایسی حالت میں اگر ان رشتہ داروں میں سے کوئی شخص اللہ اور اس کے رسول کے خلاف کمر باندھے ہوئے ہے تو اس سے بغض اور دشمنی واجب ہے ان قرابتوں اور رشتہ کا

کوئی غلط نہیں۔ چند اکابر صحابہ کی مثالیں

سنت میں امت کی مثال | آپ سن چکے ہیں کہ حضرت ابو عبیدہ بن الجراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جنگ احد میں اپنے والد جراح کو قتل کر دیا تھا۔

حضرت عیسیٰ الکری خیال | جنگ بدر میں عبدالرحمن بن ابوبکر کافروں کے ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مقابلہ کو آئے تھے۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ متقابلہ کے لئے اٹھے۔ مگر حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ کو ٹیٹھ جانے کے لئے فرمایا۔ اس لئے خاموش ہو رہے۔

حضرت صدیق اکبر دوسری مثال | ایک قصہ اسی سلسلہ میں ادب بھی ہے جس کی آپ سن چکے ہیں کہ حضرت عبدالرحمن بن ابی بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک سونے کی حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے عرض کی۔ بابا جان! جنگ بدر میں آپ ایک وقت میری زو میں آگئے تھے میں نے پوری محبت سے آپ کو چھوڑ دیا۔ آپ نے فرمایا۔ وا خدا اگر تو میری زو میں آتا تو تجھے زندہ نہ چھوڑتا۔ حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے بھائی کو قتل کر دیا تھا جبکہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جنگ کرنے کے ارادہ سے غزوہ احد میں آیا تھا۔

حضرت عمر کی مثال | حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جنگ بدر میں اپنے ماموں عاص بن ہشام کو مار ڈالا تھا۔

حضرت شیر خدا کی مثال | حضرت شیر خدا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کفار و منافقین کو تلوار کی گھاٹ پہنچایا۔ دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آپ نے بھی سطح اپنے قبیلہ والوں میں سے ان لوگوں کی کوئی رعایت نہیں کی جو حضورؐ

کے مخالف تھے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ اللہ سب سے بڑا مال ہے کوئی مومن ایسا نہ دیکھا جو اللہ اور اس کے رسول کے چمنوں سے دوستی رکھتا ہو۔ اگرچہ وہ انکے باپ و امی یا قبیلہ والے ہوں اس سے بھی بڑا اور ادریں۔

حضرت عبداللہ بن عبداللہ بن ابی رسلہ درجہ کا منافق تھا۔ اُس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مخالفت میں کوئی کسر نہیں اٹھا رکھی تھی بنحالی شریف میں روایت ہے کہ اُنکے کہنا تھا۔ لَيْسَ رَجُلًا إِلَى الْمَدِينَةِ لِيُخْرِجَ حَتَّى آتَا عَشْرَةً مِنْهَا إِلَّا ذَلَّ۔ اگرچہ مدینہ کو روٹنے کے تو ذیل ترین شخص کو عزت والا وہاں سے ضرور نکال دینا۔ اس عدو اللہ کی مراد آعشر سے خود اور آدل سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مبارک ذات تھی صحابہ کرام کو جب یہ معلوم ہوا تو اس کے قتل کی ٹھکان لی۔ اس موقع پر عبداللہ بن عبداللہ جو اس طرد اللہ سے نسبت فرزندی رکھتے تھے بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے اور عرض کی: یا رسول اللہ! مجھے معلوم ہوا ہے کہ آپ عبداللہ بن ابی کو اس کی گستاخانہ گفتگو کی وجہ سے قتل کرنا چاہتے ہیں اگر یہ صحیح ہے تو مجھے حکم دیجئے میں ابھی اسکا میرا حاضر خدمت کرتا ہوں۔ خدا کی قسم! قبیلہ خزرج کو معلوم ہے کہ اس قبیلہ میں مجھے زیادہ کوئی شخص اپنے والدین کا تابع فرمان نہیں ہے۔ اگر ایسی حالت میں آپ کسی اور شخص کو اس کے قتل کا حکم دیجئے تو اپنے باپ کے قاتل کو زمین پر چلتا ہوا مجھ سے دیکھنا جائیگا۔ اگر اس کو قتل کر دوں تو صورت مسئلہ یہ ہوگئی کہ میں نے گویا ایک کافر کے بدلے میں کسی مسلمان کا خون کیا۔ اسی حالت میں میری سزا جہنم ہوگی (پس ہمت نہ ہاری کہ تمہاری کو اس کے قتل کا حکم دیجئے)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے ہوش ایمان کو دیکھ کر فرمایا اے مکہ جو
 یہاں دیکھیں صُغْرَہُ مَا بَقِيَ مَعَهَا۔ (ہم اس کو قتل کرنا نہیں چاہتے)
 بلکہ اس کے ساتھ نرمی اور رفق کا رُکاوٹ کرینگے اور وہ جب تک ہمارے ساتھ
 رہے محبت کا حق بھی طرح ادا کریں گے۔

حضرت ابیہٰ بمعنی ہیں انصاف شدہ کے۔ کہ اللہ اور اس کے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
 انصاف ہو اس کے ساتھ انصاف کرنا مگر یہ وہ باب ہی کیوں نہ ہو۔

حضرت عبداللہ بن مسعود کا حال | حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت
 صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ خلافت میں جنگ یدلم میں شہادت
 پائی۔ حضرت ابوسریحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ
 تعالیٰ عنہا جیسے جلیل القدر صحابہ کرام سے ان سے احادیث کی روایت
 فرمائی ہے رضی اللہ تعالیٰ عنہ

قرآن پاک کی محبت بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت کی ایک
 محبت کی علامت ہے | نشانی قرآن پاک کی محبت کہ جس کے ذریعہ
 حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کافرانوں کو نور ہدایت بتلایا اور
 سارے عالم کے نفوس بلکہ قلوب و ارواح کی تہذیب دی اور خود ذات
 قدسی صفات اس کے اخلاق سے متعلق تھے۔

چنانچہ امام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا آیتہ کرمہ وَاِنَّكَ
 لَعَلَىٰ خُلُوفٍ عَظِيمٍ کی تفسیر میں فرماتی ہیں۔ كَانَ مَخْلُوعًا الْقُرْآنُ
 آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اخلاق قرآن پاک کا نمونہ تھے یعنی جو
 اوامر قرآن پاک میں وارد ہیں آپ کی ذات مبارک انکی پابند رہے
 خواہی اس میں مکرر ہیں آپ کی ذات اس سے بری تھی۔ جو ادا اب

اتیں تبارہ لے کر میں اور جن مقامات پر ان کا ذکر ہے وہ ہاتھ دات
 اقدس میں جمع تھے مثلاً اللہ پاک کا ارشاد ہے **حَدِّ الْعَقَبِ وَالْعَمْرُ بِاللَّيْلِ**
وَأَخْرَجَ مِنْ عَمَّا لَهَا هِلَاتِنَ۔ اسے نبی کریم! آپ صنف عنقریب امتیاز فرمائیے
 اور اچھی بات کا حکم کیجئے۔ اور نادان لوگوں کی باتوں پر التفات نہ فرمائیے
 یا اور اس قسم کے احکام جس قدر بھی تھے وہ ذات والا میں فطرۃ موجود تھے
 اسی وجہ سے تو آپ نے فرمایا **أَذْبَنِي رُفِّي وَأَخَذَنِي تَادِيْلِي** یہ دوسرے روایت
 مجھے ادب سکھایا اور خوب ادب سکھایا۔

قرآن پاک کی مدت کا مطلب حضرات! اس موقع پر ہم پر عرض کرینگے کہ قرآن
 پاک کی مدت یہ ہے کہ آپ اسکو ایک سال تک صاف اور معیت خوشنما
 کیلئے میں لپیٹ کر طاق میں رکھ دیجئے۔ یا اسکو دسویسے آنکھوں سے
 لگائیے اور بس یہ تعلیم اور محبت صرف مصحف شریف کی ہے جو ہر قسم
 آپ کے پاس موجود ہے یہ بھی کیجئے۔ لیکن اس کے ساتھ اصل قرآن مجید کی
 محبت بھی ہونی چاہیے وہ یہ ہے کہ آپ اس کی تلاوت روزانہ فرمایا کیجئے۔ زیادہ
 نہیں تو تھوڑی سی ہی۔ روزانہ دو چار آیت ہی پڑھ لیا کیجئے۔ فقہائے کرام
 رحمہم اللہ تعالیٰ نے نصیح فرمائی ہے کہ اگر کوئی شخص سال میں ایک بار
 بھی قرآن شریف ختم کر لیتا ہے تو وہ قرآن پاک کی تلاوت کرنے والوں میں
 شمار کیا جائیگا۔ تارک تلاوت نہ ہوگا۔ مگر چاہیے کہ روزانہ پڑھے۔ غور سے
 پڑھے۔ اس میں دل لگائے۔ اگر اس کا مطلب معلوم نہیں ہوتا تو کسی عالم
 سے پوچھے۔ اطمینان سے پڑھے۔ جو جو نصیحتیں اس میں لکھی ہیں
 جو حقے اس میں بیان ہوئے ہیں۔ جو وعدے اور وعید اس میں وارد
 ہیں۔ انبیاء علیہم السلام اور اولیاء کرام کے احوال امدان، کئے شمنوں کا

انجام ہوا میں مذکور ہے اسکو پیش نظر رکھے اپنے کو اور ائمہ کا پابند بنائے
اور نواہی سے بچے۔ یہ ہے محبت قرآن اور یہ ہے علامت آنحضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت کی۔ کیونکہ یہ چیزیں آنحضرت صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم کو محبوب تھیں آپ کے امتیوں میں سے جو شخص ان اور لو
محبوبہ اور انکا اور اس لئے محبوب جانے لگا کہ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کی محبوب چیزیں ہیں تو یقیناً اسکا شمار آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے
محبت میں ہوگا۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں
مَحَبَّتُ الرَّسُولِ كَمَحَبَّةِ اللَّهِ وَالْعَرَفَانِ فَإِنْ كَانَ
يَحِبُّ الْعَرَفَانِ فَهُوَ يَحِبُّ اللَّهَ وَرَسُولَهُ۔ کوئی اپنے نفس سے قرآن کے سوا
اور کسی چیز کا سوال و مطالبہ نہ کرے۔ اگر وہ قرآن کو محبوب جانتا ہے تو وہ
اللہ اور اس کے رسول کو بھی محبوب جانتا ہے

بسم اللہ کیا اچھی بات فرمائی اور چھوٹے چھوٹے الفاظ میں کیا
بہترین فیصلہ فرمادیا کہ ہر شخص کا نفس دعویٰ تو بہت کرتا ہے لیکن انسان کو
چاہیے کہ اس دعویٰ کی کوئی دلیل بھی طلب کرے۔ زمین سمجھے کہ کوئی افضل شے
اور اس کے رسول کی محبت کا دعویٰ ہے تو اس سے اور کسی قسم کی دلیل طلب
کر نیکی حاجت نہیں۔ صرف قرآن پاک کی بابت اس سے دریافت کرنا چاہیے
کہ اسکو اس کے ساتھ کتنا لگاؤ اور تعلق ہے۔ قرآن پاک ہی ایک میزان
عمل ہے کیا اس کے ذریعہ ہر قسم کے دعویٰ کی صحت اور اس کی قدر و قیمت
کا اندازہ کیا جاسکتا ہے۔ اگر وہ اس میں پورا ہے تو یقیناً وہ اللہ اور اس کے
برگزیدہ رسول حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت

رکھنے والا ہے۔ اور بالضرورت اس کے ساتھ اللہ اور اس کے پیارے
 رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بھی محبت ہے۔ جب ہی تراکو ترانہ پر اس کے
 محبت کی توفیق ہو لی اور اس میں جس قدر محبت ہے اسی قدر محبت تمام
 سب کی ایک ضرب المثل ہے۔ مَا آتَيْنَاكَ الْغَوْفَ وَمَا آتَيْنَاكَ الْغَوْفَ
 (زبانی اور تنظیفی) دعویٰ تو بہت آسان ہے لیکن ایسے سنی کس قدر مشکل
 ہیں۔ خداوند ناسی اس مشکل کو آسان فرمائے آمین ثم آمین
 اللہ وہی نہ بھی آسرت انسانی آپ کی امت مرحومہ کی محبت اور ان
 کی محبت کی اتالی ہے
 کے ساتھ شفقت و ہرمانی کا برتاؤ ہے۔ اس حیثیت سے کہ آپ کو انہی
 امت مرحومہ بہت پیاری اور محبوب تھی۔ اس کی خاطر آپ نے اپنی
 ذات قدسی صفاً پر طرح طرح کی سختیاں برداشت فرمائیں۔ انیاؤں
 پر ایذا نہیں پہنچنے پر بھی صبر فرمایا۔ انتقام کے موقع پر ان کے لئے دعا فرمائی۔
 ہر موقع پر ان کے دینی و دنیوی اور اخروی مصالح کو پیش نظر رکھا۔ اور
 مناسب ہدایات فرمائیں۔ قوم بستی اور طاقت کی طرف مائل تھی آپ نے
 اس کو عروج پر پہنچایا۔ اور حیات جاوید بخشی۔ اپنی امت مرحومہ کی خیر خواہی
 میں کوئی دقیقہ فرو گذاشت نہ فرمایا۔

امت مرحومہ کے ساتھ آخرت کی محبت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات والا صفات
 یوں تو سارے عالم اور عالمیان کیلئے آئے رحمت تھی اور سب اسی خوانِ کرم سے
 مستفید ہوئے۔ اور کہہ رہے ہیں۔ اللہ آپ کی غایت بہت بھی ہی ہے جیسا کہ
 ارشاد ہے۔ وَمَا أَفْرَأَ مَسَلَكِ إِلَّا تَخَصُّصًا لِلْعَالَمِينَ آپ کی شفقت و رحمت
 خصوصاً امت مرحومہ کے ساتھ اس حد تک ہے کہ اللہ سبحانہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو

رَدِّفُ اَرْجَمُوْكُمْ بِاَرَكٍ۔ امام سے یاد فرما جا۔ خود پہلا اُس سبب سے
 امانت میں شامل ہیں۔ پوری ایت میں لیجئے۔ لَقَدْ اَنۡزَلۡنَاکَ فِیۡ سُوۡرَۃٍ
 مِّنۡ اَلۡحَمۡدِ لَکُمۡ عِندَہٗ اٰیۡتٌ کُبَّرٰی مَّا عٰدِیۡتُمۡ عِندَہٗ لَیۡسَ لَکُمۡ بِالۡمُؤْمِنِیۡنَ
 رَدِّفُ تَمَّ جَلِیۡلٌ۔ یقیناً قسم میں ہے ایک رسول تو بارہ بار آئے ہیں
 جن پر تمہاری نافرمانی شاق گزرتی ہے۔ تہا ہی اصل کی ان کو نبی کریم
 ہے۔ مومنوں پر تو وہ بڑے شفیق و مہربان ہیں۔ تہاؤنی اور رحیم
 جو اللہ جل جلالہ کے اسامی ہیں یہ دو نام اس آیت کریمہ میں آئے تھے۔ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
 کی شان میں مارو ہیں۔ اس سے آپ کی شفقت و رحمت کا اندازہ ہو سکتا ہے جو
 آپ کو اپنی امت مرحومہ کے ساتھ تھی۔

میں بارگاہ رسالت کا فرض | اس لحاظ سے جو میں بارگاہ رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا
 فرض ہے کہ وہ بھی آپ کی امت مرحومہ کی خیر خواہی کو پیش نظر رکھے۔ اور جن میں
 سے جس وجہ کی خیر خواہی متعلق ہے اس میں کوتاہی نہ کریں۔ حدیث شریفہ
 میں وارد ہے۔ اَلَّذِیۡنَ اٰتٰیۡہُمُ الْحَیۡۃَ۔ دین خالص نبیؐ خواہی کا نام ہے
 دوسری روایت میں ہے کہ صحابہ کرام نے اس کو شکر دیا نہ تو بایا یہ غیر نبی
 کس کی خاطر ہو۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ لِلّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ
 وَلِلۡمُؤْمِنِیۡنَ۔ اللہ کی خاطر۔ اور اس کے رسول کی خاطر اور تمام ایماندار لوگوں
 کی خاطر۔

ابک شال | یہ امر مسلم ہے کہ باپ اپنے بیٹے کی خیر خواہی کرتا ہے اور پھر
 اس کی فطرت و طبیعت میں داخل ہے۔ اگر تقاضا سے محبت اور پدری شفقت
 کی وجہ سے اپنے بیٹے کی خیر خواہی کرے تو یہ امر مجرا نہیں۔ انکی بھی حقوق و اہل
 کی ادائی ہو رہی ہے۔ لیکن یہ خیر خواہی محدود ہے اگر اس کے ساتھ خیال

سہ فرمایا۔ یہ۔ اِنْ اَنْعَمَ عَلَیْکُمْ رَبُّکُمْ لَیَسِّرَنَّ لَکُمُ السَّبِيلَ
 وَیَسْرِیَ عَلَیْکُمُ الْوِجْدَانُ اِلَی الْاَسْجَادِ اَللّٰہُ تَعَالٰی ہر لمحہ دنیا پر پڑے یا
 فی ربہ کی جستجو یا نہایت سبب نیزی کے ساتھ آئی ہے۔ ہمیں جو میرا چاہئے والا
 ہے اسکو تو اس سے بھی زیادہ ملے آیتا ہے۔ یہی عوام حاکم و فساد کا سینہ ہے
 نہیں وہ اس میں بہت اہل حاکم ہیں۔ یہ اس کے ہمارے کمال و خیال پر نہیں
 اور اس کے عین و سمات اس کی آیت ہے۔ یہ نہیں اس کے۔ بلکہ وہ
 اور اہل دنیا کی دو تہی یا آرام و عیش و جیسا جیسا چاہتا ہے اس سے
 یقین میں پیشگی پیدا ہوتی جاں ہے اور اس کو لذت نہ ملتی جاتی ہے۔

حق کے فوائد | حقیقت یہ ہے کہ فقیہی سے مسکن و تواضع و انکساری وغیرہ
 اوصاف پیدا ہوتے ہیں۔ اور خرد پسندی رب و غیرہ تو کئی کے لازم
 ہیں۔ اسوجہ سے ایک کافر اور عیسوی اسلام اور ایسا راہداری کروہ قرار میں
 زیادہ لینے۔ یہ تو اسے زمین کی دولت و شہرت و ملی نہ علیہ واد و علم کے قریب
 پر نگر ہوتی رہی لیکن آپ نے بھی اس کی طرف رخ بھی نہیں فرمایا۔

وگرہ کو آصرہ نہ تو انہی دیا | چنانچہ ملک الجبال نے جس وقت آنحضرت صلی اللہ
 علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا کہ اگر آپ چاہیں تو اخیسین سونے کے ہو جائیں
 آپ نے اس سے انکار فرمایا

وہی روایت میں ہے کہ وہ وکار عالم نے آپ سے دریافت کرایا
 کہ کہہ کر کا سارا ریستارہ آپ کے لئے وٹ کا ہوا ہے تو آپ نے
 بارگاہ رب العزت میں عرض فرمائی۔ لَا یَا رَبِّ رَتَّلْنِیْ اَمْتَعْ یَقْ صَا
 وَ اَجْجُوعْ یَقْ مَا یَا دَا بْجَعْتُ کَصْرَ حَتَّ اِلَیْکَ وَاِذَا تَمِیْعُ مَحْصُ
 حِمْ لَمْکَ وَ سَلْکُ لَمْکَ۔ میرے پروردگار! ایسا نہ فرما۔ البتہ میں لکین

کھا لوں گا اور ایک دن بھنا رہوں گا۔ جب بھوکا رہوں گا تو تیری بناب میں تفسیر و زانی
سے کام لوں گا۔ اور جو کچھ دینا تو تیری حق دیکھ کر روں گا۔ خلاصہ یہ کہ آپ نے ہمیشہ
فرمانی کہ اکتے بھانگے جہاں و جلال و دنوں قسم کی تجا یا سخیں اپنی نسبت
ہو اور عمرانی میں یہ سر ہو جائے۔ جیسا کہ ارباب کمال کی شان ہے۔

معتزہ دہکے۔ تو اس پر حضرت عبد اللہ بن مغفل رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے
ہیں کہ ایک جاں نثار حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کی یا رسول اللہ
اِنِّیْ اُحِبُّکَ۔ اسے سنا۔ یہ پیسے رسول میں آپ کو محبوب جانتا ہوں۔
اس پر حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ اَمْطِرْ مَا تَقُوْلُ۔ اسے
شعشعہ دیکھ تو یہی تو کیا کہتا ہے تو مرض کی اِنِّیْ ذَاللُّہُ رَحِمْتُکَ خَلِیْقِیْ
میں آپ کو یقیناً دوست جانتا ہوں۔ یا آپ سے محبت رکھتا ہوں۔

راستی کہتے ہیں کہ اس شخص نے اسے اس بنا کر۔ اِنِّیْ ذَاللُّہُ لَا حِلَّ
تین بار دہرایا تو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ اِنِّیْ اُحِبُّکَ
مَحَبَّتِیْ فَاَعَدَّ لِفَقْرٍ رَّجْعًا۔ اگر تم مجھے دو گت جانتے ہو یا مجھ سے محبت
رکھتے ہو تو فقیر بننے کے لئے توبہ تیار کرو۔ یعنی دنیا اور اس کے اباب کو کم
کرتے جاؤ۔ تھری آمدنی تھوڑی جائداد اور تھوڑی سی منہ پر قناعت
و صبر کرو۔

ایک روایت میں بھی ہے حَقًّا مَا کَے چلبا با آیا ہے اس پر ہمارے
مطلب یہ ہو گا کہ اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت ہے تو فقیری
(چونکہ اس کا لازمہ ہے۔ ہذا اس کے دھانکھنے کے لئے) چادر تیار کرو۔
یعنی جس طرح چادر کے ذلیہ بدن ڈھانکا جاتا ہے اسی طرح فقیری اور سکت
کو دھانکھنے کے لئے بھی کچھ اوصاف ہونے چاہیے۔

علامہ نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ بتحقیق ماحولیات جو اس حدیث میں ہیں اور وہ اس سے صبر مراد ہے یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محبت رکھنے والے کے لئے لازم ہے کہ دنیا سے جہاں تک ہو سکے جھڑک لے اور اس کے کم ہونے پر صبر کرے۔ اور اس میں زبرد اختیار کرے۔ علامہ ابن حجر رحمہ اللہ ابن الاعرابی فرماتے ہیں اس حدیث شریف میں جو لفظ "خضر" وارد ہے اس سے فقر آخرت مراد ہے مطلب یہ ہے کہ قیامت میں نسی نفسی کی ٹھہری اور ابتداء سے انتہا تک کا حساب لیا جائیگا ایسی حالت میں اگر غفلت و بیکاری یا لہو لہب میں گزری تو اتنا غالی رہے گی خالی ہاتھ کے تعلق آخرت کیا فریاد کیگا۔ لہذا آخرت کو فقیری اور غنی سے بچنے کے لئے کوئی توشہ تیار کرو۔ اور ایسا عمل کرو کہ اس کی وجہ سے آخرت کی غفلت سے نجات ملے۔ نیز قیامت میں دل کی پوشیدہ باتیں آشکار ہو جائیں گی تو اس میں ایک قسم کی عویانی ہوگی۔ لہذا اس سے امن ہونیکے لئے کوئی چادر لے کر۔ کہ اس کے ذریعہ قیامت میں عیب چھپ سکے سب پر ناز نہ ہو سکے۔

حضرت سیرفہ اکابرینا | حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی فرماتے ہیں مَنْ أَحَبَّنَا أَهْلَ الْبَيْتِ فَلْيَعِدَّ لِلْفَقْرِ جَلْبَانًا۔ ہم اہلبیت کو جو شخص محبوب جانتا ہے اسکو چاہیئے کہ فقر اور غلشی کو بچانے کے لئے چادر تیار کرے۔ یہاں بھی راوی کو تنگ ہے کہ جَلْبَانًا فرمایا یا بَجْعَانًا ہر حال مطلب ایک اور حدیث بالا کی اس سے تائید ہوتی ہے۔

خود کو دیکھو اور دوسروں کو دیکھو | حضرات! آپ کو بتلادیا گیا ہے کہ حضور رحمتہ للعالمین کی محبت سے ایمان کامل ہوتا ہے اور بغیر اس کے ایمان کی تکمیل نہیں ہوتی

یہ سچ ہے جس پر ایمان آئے۔ ہاں باپ اور بی بی بچوں سے جتنے لگے گا
 ایسے ہی بہت سے دوسرے کی فکر رہے گی۔ اگر آپ آج وقت
 نہ لیں تو کوئی چیز ہے تو صرف ایمان ہے جس کی تکمیل آخرت میں ہے
 دیکھو اگر ہم کی محبت پر متوجہ نہ ہے۔ وہاں سب کو نفسی تشویش دے رہی ہوگی
 اور آپ انہی پر مبنی رہائش آپ ہی ہم پر مبنی ہے۔ اور یہ ہم گناہگار
 ہیں۔

بزرگو! غور کرو اور خود ہی فیصلہ کر لو کہ کیا کسی ایسی چیز کی محبت آپ ہے
 جو اچھے نہ ہونے لگے۔ یہی ہمارا اتحاد دینے والی ہے۔ اور نہ معلوم ہمیں
 بھی کتنی الجھنیں رہیں ہوں گی یا اس مبارک فات سے (ہاؤ ٹھیک ہے)
 جس کی بدولت انسانیت کا وجود ہوا اور دنیا و آخرت کی غیر دخل میں
 کی نسبت میں مضمر ہے۔

نہی میں یہ میری محبت کا مطلب اور دوسری چیزیں اور تعلقات کو چھوڑنا بھی صرف
 اس وقت نہ دیتی ہے جبکہ حضور ربیہ العالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت
 کے ساتھ ہی اور چیز کی محبت کا تصادم ہو اور اس کی محبت میں انحصار
 صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئی حکم یا اللہ سبحانہ کے فرائض میں سے کہ وہ فرائض بجاتا ہو
 ورنہ جس چیز کا اطلاق اس پر نہ ہو اور اس کی محبت سے فرائض اللہ یا محبت
 صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کسی حکم کی تعمیل میں کوئی رکاوٹ پیدا نہ ہوتی ہو تو
 شریعت مطہرہ اس کی مانع نہیں۔ بلکہ وہ تو نہ صرف ماں باپ بھائی بہن
 بلکہ تمام دنیا کے اسلام سے برادری کا ناٹھ جوڑتی اور سب کے ساتھ بہت
 بہشتی کا حکم دیتی ہے۔ اِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ اِخْوَةٌ اِیْمَانًا لَوْ بھائی بھائی
 ہیں۔ کس کا حکم ہے؟ اللہ سبحانہ کا۔ سورہ ہجرات پڑھ لیجئے۔ اَلْمُؤْمِن

لے کر آئے ہیں حالہ ۱۔ کس کا ارشاد ہے حضور راسخونہ اسبہ علیہ السلام
وآلہ و صحبہ علیہم السلام سے کہ وہ پیغمبر کو انور بیت علیہ السلام و آلہ و صحبہ کے
معاہدہ میں لپیٹ نہ دے۔

سخاوت و سخاوت کا یہ حال ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ایک آدمی کی مبارک
داست بقیا محبت کے قابل ہے جس طرح اس پر پتہ نہیں آتا کہ اس کی محبت قابل
نہایت ہے۔ آپ کی ہر ہر چیز اور آپ سے نسبت کیسے ہوگی، ہر ایک
شے جی بوس اور مل جان سے عزیز ہونی پائی ہے۔

آپ کے ایثار و سخاوت۔ آپ کی منت۔ آپ کا مل۔ آپ کی وضع
آپ کے اطلاق۔ آپ کی آل۔ آپ کے اہل بیت۔ آپ کے اصحاب
آپ کا سکون۔ آپ کا مدفن۔ آپ کی محبوب چیزیں۔ آپ کے
محبوبین۔ متوسلین۔ منتہین۔ آپ کی امت وغیرہ وغیرہ یہی ایمان
کامل ہے۔ اور کاملین کا یہی شعار رہا ہے۔ اور اس میں جس قدر
کمی ہے اس کی تکمیل کی ضرورت ہے۔ خداوند تعالیٰ ہمیں آپ کی
محبت عطا فرمائے۔ اور جس قدر کمی ہے۔ اس کی تکمیل فرمائے اور اس
کی توفیق بخشے۔ اور اس پر استقامت دے۔ آمین آمین۔

فصل

تَحْمَدٌ وَصَلَّى عَلَى رَسُولِهِ الْكَرِيمِ - آمَنَّا بِكَ فَقَدْ قَالَ اللَّهُ حُلْ وَعَلَا - وَاللَّيْلُ
تَبْقَى أَعْوَالُ الدَّائِرَةِ وَالْإِيمَانُ مِنْ قَبْلِهِمْ يُحْتَوْنَ مَنْ مَحَاحِ الْيَعْقُوبَ وَالْأَكْبَرِ
يُحَدِّثُونَ فِي صُنْدُورِهِمْ حَاحَةً مِمَّا أُوتُوا وَلَيْسَ تَنْزِيلٌ عَلَى أَنْفُسِهِمْ
وَلَيْسَ كَانَ يَهْمُهُمْ خَصَاصَةٌ وَمَنْ يُؤْتَى نَحْخَ نَفْسِهِ فَأُولَئِكَ هُمُ
الْمُفْلِحُونَ - ترجمہ جن لوگوں نے ہاجرین کے دارالہجرت (مدینہ طیبہ
راویا اللہ تعالیٰ شرفاً و تعظیماً) آنے سے پیشتر اس کو اپنا ٹھکانا بنالیا اور ایمان کو اپنے
دل میں جگہ دی تھی وہ ہجرت کر کے اپنی طرف آنے والوں کو محبوب جانتے
ہیں اور ان (ہاجرین) کو کوئی چیز دیکھائے تو اس کی احتیاج اپنے
دل میں نہیں رکھتے۔ اور اگر خود کو اس کی حاجت بھی ہو تو ایشیائے کام
لیتے اور ان (ہاجرین) کو اپنی ذات پر ترجیح دیتے ہیں اور لوگوں کا
مال سنبھالنے کی خواہش جو نفس کو ہوتی ہے اس سے جو شخص دور رہا ہے

اس لئے نفع پانے والے ہیں
 علامت ہے اس پر سورہ حشر کی آیت ہے اس سے پایا جاتا ہے کہ ایمان کی
 علامت محبوب خدا اور بہتہ ملی علامت یہ ہے کہ محبوب کی طرف سے کوئی
 آواز نہ آئے۔ قرار یہ بھی محبوب جانے۔ اس کی ضرورت کو اپنی ضرورت پر مہتمم
 ہونا۔ اگر کوئی اپنے لئے اور خود کو میسر نہ آئے تو اس سے دل کبیرہ ہو
 اور اس کا مال بھینٹے کی خواہش کرے۔ صلاۃ مذکورہ بالا صحابہ کرام
 کے ایام پر ہے۔ (نور الدار رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین) میں بدرجہ
 کا ۲۱ موجود ہے۔

ہاشم کی بیوی کا تعلق عرب کی اہل ایمان سے تھا حضرت علیؑ علیہ السلام
 آپ کے اصحاب کبار ترسل ہو گئے اور فہمائش کی انتہا ہو چکی اور صبر
 بھی نہ رہا۔ یہ سوا ہو گیا تو آگاہ رب العزت سے آنحضرت صلی اللہ علیہ
 وآلہ وسلم سے آپ کے اصحاب کبار رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے مدینہ
 طیبہ کی طرآن ہجرت کر نکلا علم ہوا۔ اس کی تعمیل میں صحابہ کرام اپنے وطن مالوف
 (کہ مکہ) کو خیر باد بکھے جو حق میں نے پہلے اور وہیں کی منتقل ہو دو ہاں
 اختیار فرمائی اسی وجہ سے اس مبارک گروہ کو ہاجرین کے لقب سے یاد
 کیا جاتا ہے کہ انہوں نے حکم خدا اور رسول کی تعمیل میں اپنے وطن اصلی
 کو چھوڑ دیا تھا۔ اور اس واقعہ کو ہجرت کہا جاتا ہے۔ ۱۲ھ میں اسی مبارک
 واقعہ ہجرت کی یادگار ہے جو اب تک جاری ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ قیام
 قیامت تک جاری رہے گی۔

انصار کی وجہ سے اصحاب کرام کا دوسرا گروہ جو بیشتر سے مدینہ طیبہ ہی میں بود و باش
 اختیار کئے ہوئے تھے۔ وہ انصار کے نام سے موسوم ہے یہ لفظ نصرت سے

لیا گیا ہے جس کے معنی دوسرے ہیں۔

محسب الصالحات ابتداء انصار رضوان اللہ علیہم اجمعین میں ہے۔ بعض مفسرین نے اسے مختلف طور پر محض موعظ جج میں مکرر کرنا سمجھا ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ صلی اللہ علیہ وسلم سے شرف ملاقات حاصل کرتے اور اپنے قلب اور زبان و سوز و غمزہ منور کرتے تھے۔ بکیرہ زبان، مصلح منیر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خطاب ہے جو رب العزت کی طرف سے ملا ہے اس سے انصاف کا ایک ایک دل روشن ہوتا اور دوسروں پر اپنی مبارک شعاعیں ڈالتا اور ان کے قلوب کو نورانی بناتا تھا۔ چنانچہ واقعہ ہجرت مکہ انہ کی ایک خاصی جماعت مشرف باسلام ہو چکی تھی۔ اور ہجرت سے دو ماہ پیشتر ہی انہوں نے مساجد کی بنیادیں ڈال دی تھیں یہ سب اللہ اور اس کے رسول کی محبت میں کیا تھا۔ مہاجرین جیسے جیسے مدینہ طیبہ وارد ہوتے حضرات انصار رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین خوشی خوشی ان کا خیر مقدم کرتے اور ان کو اپنے پاس جگہ دیتے۔ گھروں کو لیجاتے، بازار و مزارت فرماتے۔ مہمانی کا کوئی دقیقہ فرو گذاشت نہ کرتے۔

انصار کی امت مہاجرین کے ساتھ انصار کا یہ عمل کسی ذات پات کے امتیاز یا رنگ و روپ کے اشتراک کے باعث نہ تھا بلکہ اس وجہ سے کہ یہ ان کے حبیب صادق رحمۃ للعالمین صلوٰۃ اللہ وسلم علیہ وسلم علی آلہ و اصحابہ اجمعین کے پاس سے آئے ہوئے اور اسی مبارک ذات سے نسبت رکھنے والے ہیں۔ جنہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں انواع و اقسام کی تکالیف و مشاقق برداشت کیں اور ایسی ایسی سختیاں اٹھائیں کہ ان کے سینے سے کلیجہ کا نپ اٹھتا ہے مگر اس پر بھی ان کی محبت و دوستی میں کسی قسم کا

فرق نہ آیا بلکہ اذیاد ہی ہوتا گیا۔

ہمارے سائب | اللہ مار کو یہ بھی معلوم تھا کہ ہاجرین کی وہ بزرگ جماعت
ستہ نہیں نے ہر حال میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ساتھ دیا،
اگر آپ بیک پیاس کے عالم میں تھے اور اس وجہ سے شکم مبارک پر پتھر
باندھتے تھے تو ہاجرین میں بھی کئی اصحاب نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم کی اتبل و پیروی یا الفاظ دیگر آپ کی محبت میں بھوک اور پیاس کے
وقت پیٹ پر پتھر باندھتے تھے اور یہ بھی معلوم تھا کہ ہاجرین میں وہ بزرگوار
بھی ہیں جنہیں رسوم سہرانے بہت وق کیا اور اس کے دفع کرنے کے
لئے ان کو کپڑا میسر نہ آیا تو زمین میں گرٹھا کھود کر اس میں بیٹھے جلیجے جاوے
کی راتیں گزار دیں۔ لیکن دولت ایمان کے مقابلہ میں اس تول کی خدشہ
نہیں کی جو حالت کفر میں میسر آسکتا تھا۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کی محبت صاوقہ کا ثبوت دیا۔ ایسے بزرگوار جب مدینہ شریف آ رہے تھے تو
حضرات انصار کو کیونکر خوشی نہ ہوتی۔

انصار کی تحویلی کی تردید زانیہ | اس کے بعد جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کی آمد آمد کی بشارت معلوم ہوئی تو حضرات انصار اور ان کی بی بیایاں بچے
نوکر چاکر باندی غلام (جو دراصل ہمارے آقا ہیں) غرض سارا زمانہ چشمہ راہ
اور شقائق دید ہو گیا۔

خبر رسید امشب کہ نگار خواہی آمد بہرین ندر ہے کہ سوار غماہی آمد
ہمہ آہوان صحرا میر خود نہا وہ گشت بامید آنکہ روزے شکار خواہی آمد
جس وقت نادر مبارک مدینہ شریف کی گلیوں میں پہنچی ہے بہت دیر کی لہریا
دوڑنے لگیں۔ سرت و شادانی نے بخود بنا دیا۔ چھوٹی چھوٹی لڑکیاں

خوشی کی گیت گانے لگیں

طَلَعَ الْبَدْرُ عَلَيْنَا مِنْ قِبَلَاتِ الْوَحْدَانِ
حَبَّ الشُّكْرِ عَلَيْنَا مَا دَاخَلَ اللَّهُ كَرَامَةً

روایات | حضرات انصار رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے صرف اس غیر مقدم اور دعویم و ماسم پر اتنا نہیں فرمائی۔ بلکہ آنحضرت کے ارشاد کے مطابق جملہ مہاجرین کو ایک ایک انصار نے اپنا اپنا بھائی بنا لیا۔ اور اپنی جائیداد، مال و متاع وغیرہ میں برابر کا حصہ دار کر لیا۔ اور نصف نصف بانٹ دیا جس کی تفصیل آپ سُن چکے ہیں۔ انہی واقعات کی اللہ جل جلالہ نے یُحْيِيكَ مَنْ هَاحَا إِلَى الْيَوْمِ کے ذریعہ شہادت ادا فرمائی ہے۔ اب ایتار کا مال سماعت فرمائیے۔

اب طلحہ انصاری کی پہاڑی اولیاد | بخاری شریف اور مسلم شریف۔ ترمذی شریف اور نسائی شریف نیز دیگر کتب احادیث شریفہ میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک صحابی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) بازار گاہ رست میں گمراہ ہوا حاضر ہوئے اور عرض کی یا رسول اللہ اَصَابَنِي الْجُمُودُ اے خدا کے پیارے رسول! مجھے بڑی مشقت پہنچی ہے۔ ان کا اشارہ بھوک کی طرف تھا یعنی شدت کی بھوک لگی ہے۔ آپ نے صوم مبارک میں دریافت فرمایا۔ وہاں کچھ بھی نہ تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ اَلَا رَحْلٌ يَضِيْفُ هَذَا اللَّيْلَةَ تَرَحَّمُ اللَّهُ تَقَالِي کیا کوئی شخص ایسا نہیں ہے جو اس بھوکے کو آج کی رات بہان بنا کر خداوند تعالیٰ اس پر رحم فرمائیگا (جو اس کو بہان بنائے) یہ سنتے ہی ایک انصاری صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اٹھ کھڑے ہوئے اور عرض کی

أَمَّا يَا رَسُولَ اللَّهِ - اسے خدا کے پیارے رسول میں ہوں (جو آپ کے
 مہمان کی بہمانی کر رہا تھا) اور ایک روایت یہ ہے کہ وہ بزرگ
 حضرت ابو طلحہ انصاری رضی اللہ عنہ تھے۔ چنانچہ وہ خوش خوش انکو اپنے
 گھر لے گئے اور اپنی بی بی سے فرمایا۔ اَلْکَرِجِی صَیْفَہَ مَثْوًی اللہ تعالیٰ علیہ
 عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا تَلْغِیْہِمْ شَبِیْثُ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 کے ہمان کی خاطر کرو۔ کوئی چیز ان کی وجہ سے اٹھا کر نہ رکھو یعنی کچھ بچے ہو
 سب پیش کر دو۔ بی بی نے قسم کھا کے کہا کہ بچوں کی خوراک کے سوا کچھ
 بھی نہیں ہے۔ ان بزرگ نے فرمایا۔ بچوں کو پہلے سے ہی سلا دو اور بہانے
 آہستہ سے آکر چراغ گل کر دو۔ ہم آج کی رات حضرت رسول اللہ صلی اللہ
 علیہ وآلہ وسلم نے ہمان کی خاطر لیں ہی گزار دیں گے۔ چنانچہ ان نیکہ بی بی
 نے ایسا ہی کیا۔ صبح وہ ہمان و میزبان آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
 کی خدمت بابرکت میں حاضر ہوئے آپ نے ارشاد فرمایا۔ ان انصاری
 مرواد انصاریہ بی بی کا حسن سلوک جو انہوں نے ہمانوں کے ساتھ کیا تھا
 حق تعالیٰ کو بہت پسند آیا اور ان کی شان میں یہ آیت کریمہ نازل فرمائی
 وَیُحِبُّشُّونَ عَلٰی اَنْفُسِہُمْ ذُلًّا کَانَ یُحِبُّہُمْ خَصَاصَتًا اِگرچہ خود کو
 حاجت ہو لیکن وہ اپنی حاجت پر دوسروں کی ضرورت کو ترجیح دیتے
 ہیں۔

نہایت تیز لہاری کی جہاں زری املا ثار حضرت ثابت بن قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو
 انصاری صحابی تھے انہوں نے بھی ایک وقت ایسا ہی کیا۔ مسلمانوں میں سے
 ایک شخص تین دن سے بھوکے تھے۔ دن کو روزہ رہتے اور شام کو انظار
 کے لئے کچھ میسر نہ آتا۔ پھر دوسرے دن روزہ رکھ لیتے اس طرح تین دن

گزر گئے مگر اس تک مرد بزرگ نے کسی سے اظہار حال نہ فرمایا۔ اندازہ سے
حضرت ثابت بن ثنیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پہنچا لیا۔ نوراً گھر گئے اور اپنے
گھر والوں سے کہا کہ میں ایک مہمان کو لاؤنگا کھانا پیش کیا جائے تو تم
میں سے کوئی ایک چراغ کی جی درست کرنے کے لئے اٹھے اور اس کو
درست کرتے کرتے گل کرے۔ اور دسترخوان پر آکر تین میں ایسا ہی
ہاتھ مارنا اور آواز کرنا شروع کرے۔ جیسا کہ کھانا کھانے کے وقت ہوتا ہے
اور جب تک مہمان کھانے سے فارغ نہ ہو جائے کوئی کچھ نہ کھائے۔

چنانچہ وہ مہمان جب آئے تو حضرت ثابت بن ثنیس اور ان کے گھر والوں
نے حسب مذکور عمل کیا یعنی دسترخوان بچھ گیا اور سب بیٹھ گئے تو انصاری ہونے
کی بنا پر چراغ کو درست کرنے کے لئے اٹھیں اور بجھا دیا۔ مہمان کو اس
واقعہ کی اطلاع نہ تھی۔ مہمان کھانا کھانے میں مصروف ہو گیا اور باقی
لوگ صرف خالی ہاتھ چلائے اور آوازیں کرتے رہے۔ مہمان یہی سمجھا رہا
کہ سب لوگ کھانا کھا رہے ہیں۔ پیٹ بھر کھانا کھا لیا۔ اور چلا گیا۔

کھا ہے کہ مہمان کے سامنے جو پیش کیا گیا تھا۔ صرف ایک زوٹی تھی۔
جو تمام گھر والوں کا اذوقہ تھا۔ اس کے سوا کچھ نہ تھا۔ صبح جب ثابت بن
ثنیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے تو حضور نے ارشاد فرمایا
کہ اللہ سبحانہ کو تمہاری مہمان نوازی بہت پسند آئی اور یہ آیت کریمہ تلاوت
فرمائی۔ **وَيُؤَيِّدُ بِنُورِهِ عَلَىٰ أَنْفُسِهِمْ لَوْ أَنَّهُمْ خَصَّاصَةٌ۔**
صحابہ کرام کا ایسا ارستہ کالم اور سن بیعتی میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ
تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب
میں سے ایک صحابی کے پاس کسی نے بکری کا سر ہدیہ بھیجا تو انہوں نے

کہا کہ ہمارے بانیوں میں نیکوں صحابی اور ان کے بال بچے مجھ سے زیادہ آگے
 مسیحی میں ان کے پاس مسجد۔ چنانچہ ان کے پاس بھیجا گیا۔ انہوں نے
 دوسرے ریلے سے زیادہ مسیحی بتلایا۔ پھر اس نے تیسرے کی نشان دہی
 کی۔ اور یہی تسلسل سات گھروں تک قائم رہا۔ بالآخر پہلے شخص کے پاس
 وہ سارا ٹوٹ کر آیا۔

صحابہ کرام کا شمار ہر دم تک۔ ایک غزوہ میں کئی صحابہ زخمی پڑے ہوئے تھے
 اور شدت کی وجہ سے تہی ہاں کا کوئی ٹھکانہ نہ تھا۔ ایسے میں ایک صحابی
 پانی لئے ہوئے پہنچ گئے ایک کے پاس پانی پیش کیا تو انہوں نے
 فرمایا کہ میرا دوسرا بھائی زیادہ تشنہ اور زخمی ہے پہلے اس کو پانی پلاؤ
 ان کے پاس لے گئے تو انہوں نے تیسرے کو بتلایا۔ وہاں لے گئے تو
 انہوں نے چوتھے کو دینے کے لئے فرمایا بالآخر ان میں سے ایک نے
 پھر پہلے شخص کے پاس لے جانے کے لئے کہا۔

جب وہ پہلے شخص کے پاس پہنچے تو ان کو دھل بقی پایا دوسرے
 کے پاس آئے تو وہ بھی رخصت ہو چکے تھے تیسرے اور چوتھے کا بھی
 خاتمہ ہو چکا تھا۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُونَ رضی اللہ تعالیٰ عنہم
 والی صاف ہم عدا۔

واقعات والا یہ ایک نظر | ان واقعات پر اگر آپ گہری نظر ڈالیں تو آپ کو
 بڑے بڑے سبق ملینگے اور محبت کس کو کہتے ہیں اس کا حال معلوم ہو چکا
 واقعات اگرچہ مختلف اور متعدد ہیں مگر وہ سب کے سب صرف ایک ملک
 محبت میں ملک ہیں۔

مہر کے آگے من کئی چیز نہیں | حضرات ہاجرین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا حال ہے

آپ کو سبق ملے گا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کی ہدایات و تعلیمات کے مقابلہ میں دنیا اور اس کی کوئی چیز قبیح نہیں۔ وطن کے لئے فی زمانہ قربانیاں کی جا رہی ہیں۔ ایک عالم میں ہلکے عجائز ہوتے ہیں اس قدر جدوجہد جاری ہے اور ہر طرف سے اپنے وطن و جمعیت کی بیکاری میں ہیں۔ اور ہر دم حُبِّ الْوَطَنِ مِنَ الْإِيمَانِ اُن کے پیش نظر ہے ان اعتبارات کے وطن انسان کو جس قدر عزیز ہو وہ بجا ہے لیکن آپ کو معلوم ہو چکا کہ مکرمہ زادہ اللہ تعالیٰ شرفاً و تعظیماً مہاجرین صحابہ کا وطن الف اور ان کا مسقط الرأس تھا۔ لیکن انہوں نے وطن خلع جب حق کے ساتھ مقابلہ شروع کر دیا۔ اور اہل حق کا پیچھا کیا۔ ان کی ایذا دہانی میں کوئی کسر اٹھا نہیں رکھی تو ایسے وطن کو خیر باد کہہ دیا۔

ناحق شناس۔ اور ناحق پسند لوگوں کا ساتھ چھوڑ دیا۔ اگرچہ ان میں ان کے باپ دادا۔ بھائی بند۔ بی بی بچے۔ عزیز۔ قریب۔ نوکر چاکر۔ دوست آشنا۔ سب کچھ تھے۔ جائیدادیں تھیں۔ دولت و حکومت تھی سب سے ہاتھ دھو لیا۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی غلامی کو سب پر ترجیح دی۔ اور اس کو غنیمت جان کر ہمراہ رکاب ہو گئے۔ جو کہ پیس کی تکلیف اٹھائی۔ پیٹ پر پھر باندھے۔ جاڑے سے تپاے گئے۔ بات بات پر آزمائش ہو رہی تھی۔ اور قدم قدم پر امتحان گاہ بن گئی تھی مگر آفریں اور صد ہزار آفریں ان علی ہمت و فراخ حوصلہ گروہ مبارک مہاجرین پر کہ ایسے دشوار گزار میدان سے منظر و منظور گزرے اور ایسے سخت امتحان میں کامیاب ہو کر رہے۔ ان حضرات کو اپنی امیدوں اور مقاصد عالیہ میں کامیاب کرنیوالی کونسی چیز تھی؟ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی

بہشتی اور آقا -

میں نے یہ سنا کہ انصار میں ایسا ہمارے لئے ہوا جس کی بوجہ خاطر داعی فرمائی وہ
 آپؐ میں پہلے میں مارا ہوا ہے جس کی بوجہ بستا غنی کہ بھی اپنا بار بجا طور پر
 میں والا۔ حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو عتہ و بترہ سے
 تھے جب ہجرت کر کے یہ شریف تشریف لائے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ
 وآلہ وسلم کے فائز تھے ہوئے رشتہ واقعات کی وجہ سے ایک انصاری صحابی
 کے پاس ٹھہرے رہے انہوں نے بھی حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ
 تعالیٰ عنہ سے یہ درخواست کی کہ جو وہ مال متاع سے نصف حصہ اپنا تقصیر
 فرمائیں۔ آپؐ نے فرمایا آپؐ مال متاع آپؐ کو مبارک ہو ذکوئی علی
 السؤق۔ مجھے ذرا بازار تو بتاؤ ایک روئے باقیہ جاکر بازار کا رنگ
 بولنگ دیکھ لیا اور تجارت شروع فرمادی۔ اللہ سبحانہ نے آپؐ کو اس میں
 جو دولت و ثروت عنایت فرمائی اس کا اندازہ صرف اس سے ہو سکتا ہے
 کہ انخال کے بعد جب متروکہ تقسیم ہوا تو ان کی ایک ایک بنی کے حصہ میں
 کئی ہزار دینار و درہم آئے آپؐ کو معلوم ہے کہ زوجہ کا حصہ سب سے چھوٹا
 حصہ ہوتا ہے اور جب کئی زوجات ہوں تو سب اسی چھوٹے حصہ میں سے
 آپؐ میں تقسیم کرتی ہیں۔ آپؐ نے دوسریں کو دینے کے لئے جو وصیتیں
 فرمائی تھیں وہ اس کے علاوہ تھیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے
 قدموں پر جو دولت لٹائی تھی اور اسلامی خدمات انجام دئے گئے تھے
 ان کا کوئی شمار نہیں۔

حضرات انصار رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے اپنی محبت کا ثبوت
 علیٰ طور یہ جس طرح دیا وہ بھی آپؐ کو معلوم ہو چکا ہے ان واقعات میں

آزردہ خاطر ہو۔

محبوب کے مستببین کے نام زائد اس | حضرت ثنات بن قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اور اپنے میں یہی لائق ہے۔ | قصبہ میں تعلیم دی گئی ہے کہ اپنی جان اور اپنے

قرابتداروں کی جان پر کچھ تکلیف کزرتی ہے تو کسی وقت اس کی بھی برداشت کرے کوئی ایسا محتاج نظر آجائے جو باوصف احتیاج و فقر و تنگدستی سے آگاہ نہ ہو اور نہ اظہار حال کرتا ہے۔ فاقہ پر فاقہ ہوتا ہے مگر کسی پاس اپنی حاجت نہیں لے جاتا۔ ایسے موقع پر دوسرے لوگوں کا فرض ہے کہ اس کی سقیم حالت کا اندازہ کر کے اس کی ممکنہ خدمت کریں اور اس کی تکلیف دور کرنے یا اس کی مصیبت کو الگ بنانے میں سعی پیش کریں۔ انجان نہ ہو جائیں۔ اور اپنی امتیاج و غلہ دستی پر نظر کر کے اس کو اسی حالت میں نہ چھوڑیں۔

محبوب کے مستببین کے ساتھ اثار | حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی روایت سے سبق حاصل کیا جاسکتا ہے کہ اپنے ساتھیوں میں جو شخص زیادہ عاجز و کمزور ہے اس کو اپنی ذات پر ترجیح دیں اس کی ضرورت کو اپنی ضرورت پر مقدم نہ جانیں کوئی ضرورت ایسی نکل آئی ہے کہ اس سے خود دست بردار ہو سکتے ہیں یا دوسرا۔ لیکن دونوں کے لئے وہ کفایت نہیں کر سکتی تو اس حالت میں اس دوسرے کا خیال کریں اور خود اس سے اپنا ہاتھ روک لیں۔ اگرچہ اس پر قبضہ کر لینا ہمارے لئے بہت آسان ہو۔

آخری دم تک اثار ہاتھ سے نہ لے | چند تثنیہ کام شہداء کا جو واقعہ سنایا گیا ہے اس سے سبق حاصل کیا جاسکتا ہے کہ اثار کو آخری دم تک ہاتھ سے نہ دینا چاہئے مردانگی و شجاعت یہی ہے کہ اپنے نفس کو منسوب کرے

ع بڑے موزی کو اراقص امارہ کو گر مارا۔
 محبوب کی محبوبہ پیر میں محبت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبوبہ
 جنیزوں کو دوست جاننے کے سلسلہ میں آپ کے اہل شاد کو بھی پیش قدمی کرکے
 حبيب الیٰہین و یا کھ تلات۔ لطیفہ زائے امرو زہرہ عینی
 و ادنیٰ لہو سیات دنیا میں مجھے میں ہرگز اندر۔ ایک حمزہ
 دوسری عمرتیں تیسری ناز۔ اور اس ناز میں یہ تیرا محبوب ہے۔
 ٹھنڈک ہے۔

خوستہ سے محبت خوشبو کے متعلق زیادہ کہنے کی ضرورت نہیں ہے۔
 جانتے ہیں کہ وہ خدا کے روح ہے اور دماغ کی قوت و تازگی اس کا
 ایک ادنیٰ کرشمہ ہے۔ خوستہ کو دیر سے دل برزخت و انبساط
 کے آثار جو ہر دہاوتے میں وہی سے معنی نہیں ہیں اور خوستہ کو پاکیزگی
 میں کہاں تک دخل ہے وہی بالکل ظاہر ہے۔ مبارک دین اسلام کی بنیادی
 پاکیزگی اور تسکینی پر ہے۔ جس طرح مذہب اسلام نے اپنی آلائشوں سے
 دور اور شرک و کفر کی اندرونی نجاستوں سے پاک ہونے کی تلقین دی ہے
 یہ بھی حکم دیا ہے کہ بسم بھی پاک ہو اور عامہ بھی۔ ناز کی جو عکاسی ہوگی
 پاک ہو۔ و خدا در غسل کا پانی وغیرہ بھی پاک ہو یہ سب مذہبی احکام ہیں
 حکمت کے اصول ہیں کہ جب دنیا میں بدہوائی پھیل جاتی ہے اور
 اس سے اموات کی کثرت ہو جاتی ہے۔ مزار میں بگڑنا شروع ہوتی
 ہیں تو بخورات و عطریات کا استعمال مفید ہوتا ہے۔ اس سے ہوا
 صاف ہوتی اور صحت و تندرستی کے علامات ظاہر ہونے لگتے ہیں۔ یہ
 دفع ہو جاتی ہے۔ یہ بھی اصول حکمت ہے کہ چند آدمی ایک جگہ جمع

ہوتے ہیں تو ان کے متغیر سے ہوا کدھر رہ جاتی ہے اور اس سے بہرہ
اثرات مقرب ہو رہے ہیں۔ لہذا خوشبو لگانی یا نہ لگانے کا مذہب اسلام نے
جسم و اعضاء کے مواقع پر جہاں آدمیوں کا اجتماع ہوتا ہے وہی قدرت
لوگوں کو خوشبو لگانے کا حکم دیا ہے۔ فقہ کی تمام کتابوں میں ایسے مواقع
پر خوشبو کا استعمال متعین و مسنون بتلا گیا ہے۔

ایسی حالت میں اگر آپ اس اعتبار سے کہ اطباء و حکماء کا قول ہے
خوشبو کا استعمال کرینگے تو آپ کو صرف طبی فوائد حاصل ہو سکتے ہیں۔ لیکن
آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشاد مذکورہ بالا کو پیش نظر رکھ کر
اگر خوشبو کا استعمال فرمائیں تو ”الحکم خا و ہم ثواب“ کا مصداق ہو گا۔
طبی فوائد سے بھی مستفید ہو سکتے ہیں۔ اور اتباع سنت و حب نبی کریم
علیہ التحیۃ والتسلیم کی برکت اور اس کا ثواب بھی ہاتھ سے نہ ہائیکا۔

منف نازک سے محبت اور دوسری چیز جس کی پروا نہت منظور خاطر اقدس تھی
وہ منف نازک ہے۔ اللہ سبحانہ کے مخلوقات میں ہیں تو ہر ذرہ کائنات
ایک لا قیمت نعمت ہے لیکن ان کے منجملہ عورت دنیا کی ایک بڑی
نعمت ہے۔ جو مردوں کے تصرف میں دیکھی ہے۔ انوس ہے کہ لوگ
اس کی قدر نہ جان کر پیش زندگی تلخ کر لیتے۔ اور عدالت کی کشاکش میں مبتلا ہوتے
ہیں۔ کہیں نفقہ کے مقدمات پیش ہیں تو کہیں خلع و طلاق وغیرہ کے۔

اس میں شک نہیں کہ عدالت اگر اپنے حقیقی معنی پر قائم ہو تو اس کی وجہ سے
زوجین کے حقوق کا تصدیق اچھی طرح ہو جاتا ہے اور ایک کو دوسرے پر
زیادتی کا موقع نہیں مل سکتا۔ لیکن یہ امر غرض طلب ہے کہ عدالت اور محبت
میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ عدالت تو کسی فرد کی زیادتی کو دفع کرتی ہے

لیکن میدان محبت وہ سب کچھ ہمارا زیادتی کا نام و نشان ہی نہیں۔ شعرا تو
محبوبانے ظلم و ستم کی بڑی بڑی کہانیاں اور داستانیں لکھ مارے ہیں مگر
کوئی اس ظلم و ستم زاوہ محبت سے بچھے کہ اس کی نظر میں نظام کی تمام
احلیت ہے۔ محبت دو تو ایک ایک تکلیف میں بھی لطیف آتا ہے۔ اور
ایک ایک زخم بھی گہرا کرنا، ایک دھکا آہستہ دھکے دو۔ رنج و تعب کا تو
وہاں گزرجی نہیں۔

حضرت! اگر آپ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محبت ہے تو
مبارک ہو۔ مگر غور کیجئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبوب چیز
آپ کی نظر میں کیا وقت رکھتی ہیں۔ ان کے ساتھ آپ کا سلوک
کیا ہے۔ اگر آپ عدالت کا برتاؤ کرتے ہیں تو بھی مضمون بالا کے
منظر وہ محبت کی تعریف میں داخل نہ ہوگا۔ بھلا اللہ! کتنا زبردست
مضمون اور کیسی اصولی باتیں حضرت صاحب جوامع الکلام صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے معمولی اشاروں میں بیان فرمادیں۔ اور اکیسے
بدلتوں کے جھگڑے ایک مختصرے جو میں طے فرمادے۔ حُتِيبُ
اَلْحِمْزِيُّ وَثِيَّاكُفَرُ الْاَنْسَاءُ۔ فداہ نفسی دالبی دای۔

مبارک محبت! میری چیز جس سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو محبت ہے
اور آپ نے اسکو اپنی مبارک آنکھوں کی ٹھنڈک فرمایا ہے۔ وہ گناہ ہے۔
جس کی پابندی سات سال کی عمری سے شروع ہو جاتی چاہیے۔ جو بد
عادت کے ختم کرنا ہے۔ اگر وہ سات سال کی عمر ہو چکی اور پہنوزیا بند
نہ کی گئی تو ضرب کا حکم آیا ہے۔ اور زمانہ بلوغ کے بعد سے تمت العمر
نماز فرض ہی ہو جاتی ہے۔ سفر و حضر شادی وغنی۔ رنج و راحت۔ صحت و مرض۔

انگلی فراخو فقر و ناز اسن و خوف ہر حال میں کیساں طور پر فرض ہے کبھی نسبت
 نہیں نہیں ہر بیسی۔ بار یا سنا دیا گیا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ آلہ وسلم کو نماز سے
 اس درجہ شرف تھا۔ جب کبھی نہ صحت بل جاتی یا سب لوگ سوتے یا کوئی ضرورت
 پیش آتی۔ یا کوئی ہم رو نما ہوتی وغیرہ وغیرہ۔ ان تمام صورتوں میں نماز
 ہی سے مدد لی جاتی تھی۔ بارش نہیں ہوتی تو صلوٰۃ الاستسقاء پانچ گھن سو بج گھن ہو گیا
 تو صلوٰۃ الکوف و الخوف۔ میت کے لئے صلوٰۃ الجنائزہ سب اس اجمال کی تفصیل
 ہے۔ قرآن پاک میں کتنی تاکیدات وارد ہوئی ہیں۔ اور کس کس طریقہ سے
 سمجھایا گیا ہے۔ احادیث شریفہ میں کسی سزا و جزا کا لفظ لکھا ہوا
 ہے کہ نماز کے لئے جس درجہ تاکید وارد ہے اس سے اسی حد تک تغافل
 و تساہل سے کام لیا جاتا ہے۔ جس چیز کی نسبت آنحضرت صلی اللہ علیہ آلہ وسلم
 نے تصریح فرمادی کہ وہ مجھے محبوب ہے اور نہ صرف محبوب بلکہ اس سے میری
 آنکھیں ٹھنڈی ہوتی ہیں۔ اس سے تغافل برتا جانا بارگاہ رسالت میں کس درجہ
 محبت کا ثبوت پیش کرنا ہے آپ خود فیصلہ کیجئے۔

قوم سے ظلم حضرت! ابھی وقت ہے اس کو ضائع نہ کیجئے اگر آپ اس سے
 صحیح طور پر کام لیں تو اس تھوڑے سے سہ سے وقت میں بھی آپ بہت
 کچھ کر سکتے ہیں۔ اور دنیا و آخرت کی سنبھال اور درستی بڑی حد تک ہو سکتی
 ہے۔ وَمَا قَوْفُنَا إِلَّا بِاللّٰهِ وَاللّٰهُ الْمُسْتَعَانُ وَعَلَيْهِ السَّلَام
 و صلی اللہ تعالیٰ علی اخیہ خلقہا سیدنا محمد و آلہ و اصحابہ
 اجمعین بسم اللہ الرحمن الرحیم

مذہبی کتابیں

جن کا پڑھنا سنا سنانا خریدنا خرید کر مفت تقسیم کرنا باعثِ اجر و ثواب و فیرو برکات ہے۔
 قصوں کہانیوں ناولوں اور محرابِ خلاقیت کی تلاشیں بیکار کر کے ادب اور منزل کی آہ
 سوچی خوابِ غفلت سے جاگو مذہب سے واقف ہو اور اس کے ہدایات پر عمل کرو۔ ان کتابوں سے
 تم کہیں لیگا جن کو یاد رکھنا دن و نیا دوزن کی کامیابی کا باعث بنے گا۔ فقط

مراغہ میلاد	مجاہد محبوب	نوری بیاض	سہایت الاخلاق	علم من کی کتاب	صیب الیاء
مردتِ طہران	ردم قہار منیر	نصرتِ بیات	طہارت	آخرت	مفطران
غصہ و غلب	زکاء	اعظم البقاء	ایمان شیطانی	سیلابِ رسول	امہ حسنہ
امد و تحفہ بیدہ	اعظم اللہ کی	سلوچ الرسول	دعا و شیطانی	سائل غزوہ کربلا	روزہ صفیان
فطرانِ حید	تسلیمِ اسلام	مستزائی	دنیا کی حقیقت	گناہ کی حقیقت	واقعہ کربلا
ایشان	تختِ سعادت	اہ سیکلاد	سیرۃ نبوی	لمباتِ نبوت	کھاتہ رسول
رسل کی رحمت	شانِ کعبہ	اکام شکر مکتب	اطمینانِ قلب	یقین	حالاتِ اہل بیت
مکافاتِ عمل	اعظم مکتب	شبِ بخت	سورۃ اومنا	کلماتِ حیات	صبر جمیل
عبادۃ الرحمن	المتجددات	حکمتِ حقیقت	سلاطینِ حق	حقیقتِ ایمان	مجاہدِ قلعا
محررۃ دہلی کے قوا	کمالِ دہلی	ایضہائی کلمہ	چمن بن کھنہ	طاعتِ عاقبت	نورِ حسین
مورثت	ناتج کیست	خوشِ اعظم	نسبِ اہل بیت	دعا	گہرِ صیب
اہلِ نبوت	تعمید	سلوچِ مستقیم	خامص	ہدایت	مید
مردتِ کتب	مجاہدِ اذکار	نفاہتِ حق	عیدِ دل	دلِ مایہ	مہمِ حسین
نصرتِ حق	مہمِ حسین	تسلیم	مہمِ فاطمہ	مہمِ حسین	مہمِ حسین
مہمِ حسین	مہمِ حسین	مہمِ حسین	مہمِ حسین	مہمِ حسین	مہمِ حسین